

بھیڑ کی قربانی کے بارے میں راہنمائی کرنے والا

ہادی الاضحیۃ بالشاة الهندیۃ

۱۳۱۲ھ

تصنیف لطیف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ہادی الاضحیۃ بالشاہ الہندیہ

(بھیڑ کی قربانی کے بارے میں راہنمائی کرنیوالا)

مسئلہ ۲۰۳ از کانپور مسجد رنگیان مرسلہ مولوی احمد حسن صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ فیض عالم کانپور
ادواخر رمضان مبارک ۱۳۱۲ھ

(خلاصہ) ہدایت کے نشان، حضرت مسیح کی بشارت
والے، نام میں رسول مقبول کے ہم نام، اور جناب کفنی
کے اسم مبارک کے ہم مادہ، مولانا احمد رضا خاں صاحب
زید مجدہم۔

علم الہدی، سعی المصطفیٰ باسمہ
الذی بشر بہ عیسیٰ، بزیادۃ
لفظ معنای المرتضیٰ دامت
عنايتکم از احمد حسن عفی عنہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پنجاب سے ایک
سوال آیا ہے جس کے جواب کے لئے بہت سے
علماء سرگرداں ہیں لیکن منزل مقصود مفقود ہے،
ایک پرمغز عالم نے ایک جواب تحریر کیا وہ معمول
قدیم کے خلاف ہے اس لئے عوام اور علماء کوئی
قبول نہیں کرتا، میں سوال و جواب دونوں ہی خدمت
میں ارسال کر رہا ہوں، جواب اگر صحیح نہ ہو تو وہ غلط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، وبعد
ازیں آنکہ دریں وقت یک استفتاء از پنجاب آمدہ
است، و نہایت غریب طلب است، اکثر علماء کے پنجاب
دریں امر کو شبہ اند لکن بمنزل مقصود نرسیدہ اند، و جواب
استفتاء ایک شخص کے مایہ علم اتم وارد نوشتہ، لیکن چونکہ
جواب مخالف معمول است قبول نمی کنند، انہوں جواب
مقل کردہ، بخدمت سامی ارسال است، ہر تحقیق جناب

بتائیں اور صحیح ہو تو تائید مزید سے مزین
فرمائیں۔

سوال | علمائے اسلام بالخصوص اعلام احناف
بھیڑ اور بھیڑے (نروادہ) کے بارے میں کیا فرماتے
ہیں، ان کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب | شرح وقایہ اور اس کے دو حاشیے
از علامہ علی، درمختار اور شامی، مفاتیح الجنان شرح
شرعۃ الاسلام، تعلیق المجد، اشعۃ الملعات
کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ قربانی کے جانوروں
کی ابتدائی تین قسمیں ہیں:

(۱) شاة یا غنم (یہ دونوں لفظ بطور ترادف قربانی
کے جانور کی ایک ہی قسم کے لئے بولے جاتے ہیں)
(۲) بقرة (اس کی دو قسمیں کرتے ہیں، گائے اور
بھینس)

(۳) حمل (اس کی ایک قسم شمار کرتے ہیں)
شاة کو پھر دو قسموں میں تقسیم کرتے ہیں،
ضان اور معز۔

اور بقرة کی بھی دو قسم کرتے ہیں: بقرة جاموس
اس طرح اصل اور ذیلی قسموں کو ملا کر کل پانچ قسمیں
ہوتیں:

(۱) حمل (اونٹ) (۲) بقرة (گائے)

ست ارسال فرمائیے اگر مخالف رائے جناب باشد امید ہے
حسن روشن کنند و اگر موافق باشد نیز زیادة اولہ ثبت فرمائند۔

ما قول العلماء المحمدية الحنفية عليه افضل
الصلاة واكمل التحیات، فی حیوان ذات صوف
ولا الیة له، ویقال فی اللغة الملتانیة لانشاة
بھیڈ ولذکرہ گھٹہ، اتجوز به التضحية ام لا۔
بتنوا و توجروا من المملک العلام۔

الجواب : اقول وبہ نستعین، انی رأیت
کتب الحنفیة الموجودة عندی من شرح
الوقایة وحاشیتها للجلپی والدر المختار
وشرحه للشامی، ومفاتیح الجنان شرح
شرعۃ الاسلام، والتعلیق المجد شرح
موطا امام رحمہ اللہ، واشعۃ الملعات ووجدت
فیہا انہم یخصرون الاضحیة فی الشاة والبقرة
والابل، والغنم والبقرة والابل ولعموم
انشاة بقوله ضانا كان او معز او كذلك
الغنم ویفسرون الضان بما تكون له الیة و
یدخلون الجاموس فی البقرة ویقولون انه
نوع منه فصارت انواع الاضحیة
خمسة الضان والمعز والبقرة
والجاموس والابل ذکورا كانت

عہ سائل کی الجھن اصل یہ ہے کہ عرب میں دُنبہ ہوتا ہے اور بکری بھیڑ جو ہائے یہاں ہوتی ہے جس کی صرف دُنبہ
دُنبہ سے مختلف ہے، یہ کس میں داخل ہے، دُنبہ میں یا بکری میں، یا کوئی تیسری قسم ہے، تو اس کی قربانی
جائز ہے یا نہیں؟ عبد المنان عظمیٰ

او انا ثقتك عشرة كاملة ، وحسبت
ان الحيوان المذكور و
المستول عنه ليس داخلا
في الخمسة لانه لو كان داخلا
فيه لما فسر والضات بان
تكون له الية ، بل عمومة
بما تكون له الية اولا حتى
صارت انواع الشاة او الغنم
ثلاثة والكل ستة ، واذ ليس
فليس فان قيل يدخلون الجاموس
في البقر فما السرفى عدم ادخال
الحيوان المستول عنه في الضان
مع انه يؤيد ادخاله فيه تفسير
اهل اللغة لفظ الضات بميش ،
كما في الغياث وغيره ، قلت لعلة ان
الجاموس اكمل من البقر في اللحم
والقيمة ، والحيوان المستول
عنه ناقص عن الضات في
العضو والالية ، فالحاق
الاكمل بالاكمل اولى من الحاق
الناقص بالاكمل ، واما تفسير
اهل اللغة فمعناه ان العرب

(۳) جاموس (بھینس) (۴) ضان (دنبہ)
(۵) معز (بکری) اور مذکور و مونث دونوں کو شامل
کر دیا جائے تو کل دس قسمیں ہوتی ہیں۔

پہلی دلیل | اسرار میں ذکر کی ہوئی ہندوستانی بھیڑ اپنی
شکل و صورت کے لحاظ سے اگر شامل ہو سکتی ہے
تو ضان (دنبہ) میں اگر اس میں شمار نہ ہوئی تو پھر
کسی قسم میں شمار نہیں ہو سکتی ، اور جہاں تک اس کے
دنبہ میں شمار ہونے کا سوال ہے یوں غلط ہے کہ
ضان یعنی دنبہ کی تعریف میں یہ قید ہے کہ اس کے
الیہ (پتلی) ہوتی ہے اور بھیڑ کے پتلی نہیں ہوتی ہے
اس لئے ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ بھیڑ قربانی کا جانور
ہے ہی نہیں اس لئے اس کی قربانی جائز نہیں۔
اس امر پر قرینہ یہ ہے کہ اگر بھیڑ کو قربانی کے
جانور میں شریک کرنا مقصود ہوتا تو دنبہ کی تعریف میں
پتلی ہونے کی قید نہ لگاتے ، بلکہ ایسا لفظ بولتے جو
بھیڑ اور دنبہ دونوں کو عام ہو ، اور ایسا نہیں کیا تو
معلوم ہوا کہ مقصد اس نوع کو شریک کرنا ہی نہیں ہے۔
دوسری دلیل | ایک بات یہ بھی ہے ، از روئے
شرع غنم یا شاة کی دو ہی قسم بتائی گئی ہے ،
ضان اور معز اگر بھیڑ کو بھی قربانی کا جانور مان لیا جائے
تو ایک کے اضافہ کے بعد غنم کی ۳ قسم ہو جائے گی ،
اور سب کا مجموعہ پانچ کے بجائے چھ ہو جائے گا

کما یطلقون لفظ الضان علی ما تكون له الیة
 كذلك الفرس یطلقون علیه لفظ میش فموداها
 واحد کما یشعر به عبارة الغیاث، گوسفند
 بمعنی میش مقابل بز چنانکہ معز در عربی مقابل
 ضان ست کما استفاد من القاموس و
 الصراح، و بعضی نوشته اند کہ اطلاق گوسفند بر میش
 بز ہر دو آمدہ، از سراج، انتہی عبارة الغیاث۔
 عمدہ ہے، اور بھیڑ و دنبہ سے چکی میں ناقص ہے اس لئے یہ بات قرین قیاس ہے کہ اکمل اور عمدہ کو کامل کے
 ساتھ شمار کیا جائے، اور یہ بات غلط ہے کہ ناقص کو کامل کے ساتھ جوڑا جائے، اسی لئے بھینس کو لگائے
 میں شمار کیا اور بھیڑ کو دنبہ میں نہیں۔

دوسرا شبہ اہل لغت نے ضان کا ترجمہ فارسی کے لفظ میش سے کیا ہے جو بھیڑ اور دنبہ دونوں کو عام
 ہے، پس اہل لغت کے اس محاورہ کے موافق اہل شرع کو بھی بھیڑ کو دنبہ میں شامل ماننا چاہئے۔
 جواب اہل لغت کی تشریح کے موافق فارسی لفظ میش بھیڑ اور دنبہ دونوں کو عام نہیں بلکہ میش صرف دنبہ کو
 کہتے ہیں۔

فارسی میں لفظ گوسفند بھی لفظ میش کی طرح لفظ بز کا مقابل ہے جیسا کہ عربی میں لفظ معز
 ضان کا مقابل ہے۔ قاموس و صراح دونوں سے یہی ثابت ہے۔

البتہ بعض اہل لغت کہتے ہیں کہ فارسی کا لفظ گوسفند لفظ میش کا ہم معنی نہیں بلکہ میش و بز (دنبہ و
 بکری) دونوں کو عام ہے۔ (غیاث اللغات)

پس ازین عبارت صاف معلوم می شود کہ آن حیوان
 کہ عرب آن را ضان گویند فرس آن را میش
 گویند، و انچہ عرب آن معز گویند
 فرس آن را بز گویند، لا اشد
 لفظ میش عام یطلق علی الضان
 اس عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اہل عرب کے
 نزدیک جو جانور ضان کہلاتا ہے اہل فارس اسی
 کو میش کہتے ہیں (اور اہل اردو دنبہ کہتے ہیں) اور
 اہل عرب جس کو معز کہتے ہیں اہل فارس اسی کو بز
 کہتے ہیں، نہ یہ کہ لفظ میش کے اطلاق میں بھیڑ داخل ہے

ایک اور جواب | اور اگر بطور نازل ہم تسلیم بھی کر لیں کہ اہل لغت کے نزدیک بیش کا اطلاق اُون والے پر ہوتا ہے، تب بھی ہم تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ اس سے ان کی مراد بھیڑ ہے، اس کے بیان کے لئے ہم کو تھوڑی تفصیل میں جانا ہوگا۔

کسی چیز کی تعریف اس کے مساوی لفظ سے بھی کی جاتی ہے، جیسے انسان کی تعریف لفظ ناطق سے کی جائے (کہ جن جن افراد پر انسان دلالت کرتا ہے عام لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے السعدانة بنت (کہ سعدانہ ایک مخصوص گھاس کا نام ہے) جبکہ ثبت ہر گھاس کو کہا جاتا ہے، اول الذکر تعریف کامل ہے اور ثانی ناقص، الغرض تعریف دونوں ہی ہے۔

اگر معرفت کو بعض امور سے ممتاز کرنا ہے تو عام لفظ سے بھی تعریف جائز ہے۔ (خاص لاہوری بحث

خواص اسم)

تو یہاں بھی ضان کا ترجمہ لفظ بیش سے کر دیا جس کا منہوم اُون والا، لیکن اس سے اہل لغت کی غرض ضان میں بھیڑ کو شامل کرنے کی نہیں تھی بلکہ ذنبہ کو گائے، بھینس اور بکری سے ممتاز کرنا ہے کہ وہ اُون والے جانور نہیں، اور ذنبہ اُون والا جانور ہے اور جب ضان کو بھیڑ سے بھی ممتاز کرنا ہو تو اس کی تعریف چٹکی والے جانور سے کی۔

جواب الجواب | اگر ہماری بات کا یہ جواب دیا جائے کہ اہل لغت کے اطلاق کو یہاں تعریف مساوی سے پھیر کر تعریف عام قرار دینا ایک بے دلیل

وعلى الحيوان المستول عنه ولو سلمت لفظ بیش في لغة الفرس بمعنى ذوات الصوف اعم من ان يكون لها الية او لا ليشمل الضان والحيوان المستول عنه فتفسير اهل اللغة لفظ الضان بلفظ بیش تفسير بالاعم وهو جائز اذا كان المقصود هو التمييز عن بعض ما عدا ذلك، ذكره الفاضل اللاهوري في بحث خواص الاسم۔

ناطق بھی اس پر دلالت کرتا ہے) اور کبھی تعریف کے لئے معرفت سے عام لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے السعدانة بنت (کہ سعدانہ ایک مخصوص گھاس کا نام ہے) جبکہ ثبت ہر گھاس کو کہا جاتا ہے، اول الذکر تعریف کامل ہے اور ثانی ناقص، الغرض تعریف دونوں ہی ہے۔

اگر معرفت کو بعض امور سے ممتاز کرنا ہے تو عام لفظ سے بھی تعریف جائز ہے۔ (خاص لاہوری بحث

خواص اسم)

وههنا كذلك او المقصود من تفسيره به تمييزه عن بعض ما عدا ذلك كالمعز والبقر، فانهما من ذوات الشعر، ولوقيل ان غرضهم من تفسير الضان بلفظ بیش ان الضان ما كان من ذوات الصوف سواء كان له الية او لا كما ان بیش كذلك فبعد التسليم لا يصير حجة علينا ان الحجة علينا تفسير الفقهاء لا تفسير اهل اللغة، ووجب علينا اتباع الفقهاء

لا اهل اللغة وهم كثيرا ما يغفلون
 اهل اللغة عمدا كما قال الجلي على شرح
 الوقاية، في باب الاضحية قوله الجذع شاة
 لها ستة اشهر اى في مذهب الفقهاء، و
 انما قيدناه بهذا لان عند اهل اللغة الجذع
 من الشاة ما تمت لها سنة كذا في النهاية
 والعيني على الكنز، في باب الاضحية، وجاز
 الجذع من الضان لا غير، وهو ما تمت له
 ستة اشهر عند الفقهاء، وفي كتاب الزكاة
 والمعن كالضان ويؤخذ الثني في زكاتها
 لا الجذع وهو ما اتى عليه اكثرها، وهذا تفسير
 الفقهاء، وعند اهل اللغة الجذع ما تمت
 له سنة، وطعن في الثانية

اور ادعائی بات ہے، اس لئے قابل تقسیم نہیں، ظاہر
 ہے کہ ان کا منشاء ضان کا ترجمہ پیش کر کے یہی ظاہر
 کرنا ہے کہ وہی جانور ہے جس کے اون ہوتا ہے
 چمکی ہو یا نہ ہو، اس سے ان کو کوئی غرض نہیں تو
 فقہؔ بھیر ونبہ میں شامل ہوئی۔

جواب | چلے اہل لغت کا مطلب وہی ہے جو آپ
 کہتے ہیں، لیکن ہمارے لئے حجت اہل لغت کی
 بات نہیں ہے اہل فقہ کی بات ہے، جب وہ ضان
 کے معنی چمکی والا کہتے ہیں تو وہی مانا جائے گا، اور
 بھیر ونبہ میں شامل نہ ہوگی۔

رہ گئی یہ بات کہ اہل فقہ اور اہل لغت کے معانی
 میں اختلاف ہوتا ہے، تو اس کی نظیر قربانی کے
 جانور میں ہی لفظ جذع ہے کہ اہل فقہ چھ ماہ کے
 بچے کو کہتے ہیں، اہل لغت ایک سالہ بچہ کو، اور مسئلہ کا حل اہل فقہ کے قول پر ہی دیا جاتا ہے۔ (چلی علی

شہدہ نمبر ۳ | بعض فقہانے بھی تو ضان کی تعریف

واما تفسير الضان بما كان من ذوات

مجبب نے یوں تعبیر کیا ہے حالانکہ اصل کتاب
 میں یوں ہے : ضان وہ ہے جو اون والا
 ہو اور معز جو بالوں والا ہو۔ قسمانی ۱۲
 عبد المنان الاعظمی

عہ عبر المجیب هكذا او العبارة في الاصل هكذا
 الضان ما كان من ذوات الصوف
 والمعز من ذوات الشعر قہستانی ۱۲
 عبد المنان الاعظمی

۱۰ ذی القعدة العقبہ حاشیہ شرح الوقایۃ کتاب الاضحیہ نوکسور کانپور ۵۴۳/۴
 ۲۰ رمز المتعاقب فی شرح کنز الدقائق کتاب الاضحیہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲۰۵/۲
 ۳۰ جامع الرموز کتاب الزکوۃ باب صدقة السوائم مکتبہ اسلامیہ گنبد قمرس ایران ۳۰۶/۴
 ۴۱

مالہ صوف (جس کے اون ہو) سے کی ہے،
جس کے معنی صاف یہی ہوئے کہ بھیڑ بھی اس میں
شامل ہے۔

جواب اُجی ہاں قسم تانی نے یہ تعریف کی ہے،
”افضان ماکان من ذوات الصوف والمعز
ماکان ذوات الشعر“ لیکن اس کا جواب ہم پہلے
ہی دے چکے ہیں کہ یہ تعریف بالاعم ہے، بکری اور
بیل سے دنبہ کو ممتاز کرنے کے لئے ہے، بھیڑ سے
ممتاز کرنے کے لئے نہیں (جب اس کی ضرورت ہوئی تو یہ تعریف کیا ”مالہ الیۃ“ جس کی چلتی ہو، تاکہ بھیڑ
شکل جائے)

الصوف، والمعز بماکان ذوات الشعر،
كما فعل بعضهم فتفسير كل واحد منهما
تفسير بالاعم، كما يشعر به من، لا المساوی
وغرضهم من هذا التفسير تميز كل واحد
من الآخر، ألا ترى ان البقر والجواموس
من ذوات الشعر، فلو كانت تعريف
بالمساوی بطل الطرد،
فهكذا اُعرفت افضان۔

ہماری اس بات پر قرینہ یہ ہے کہ تعریف میں لفظ من استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی بعض ہوتے
ہیں، تو تعریف کی عبارت کا ترجمہ یہ ہوا افضان اون والے جانوروں میں سے بعض ہے، اور دوسرا قرینہ
یہ ہے کہ بکری کی تعریف میں یہی کہا گیا ہے ”ماکان ذوات الشعر“ جو بالوں والی ہو۔ تو اگر اس عبارت کا یہ
مطلب نہ لیا جائے کہ بکری بال والے جانوروں میں سے بعض ہے تو بیل بھینس وغیرہ بھی بکری میں شامل
ہو جائیں گے، پس اس مجبوری سے جب بکری والی تعریف کو بالاعم قرار دیا تو افضان والی تعریف کو بھی تعریف بالاعم
قرار دیں (کیونکہ دونوں جملے ساتھ ساتھ ہیں تو دونوں کا حکم کیسا ہونا چاہئے۔

حوالے اب ہم کتابوں سے حوالے پیش کرتے ہیں جس
سے حق واضح اور روشن ہو جائے گا،

(۱) افضان کا جذعہ قربانی میں جائز ہے یعنی شش ماہہ
بچہ، اور افضان چلتی والے جانور کو کہتے ہیں۔ ثنی اور اس
سے بڑی عمر والے جانور تینوں اقسام کے جائز ہیں
یعنی شاة میں دنبہ ہو یا بکری اور گائے میں گائے
ہو یا بھینس اور اونٹ (شرح وقایہ من عینی)

(۲) مصنف کے مذکورہ بالا قول میں ان جانوروں
کی طرف اشارہ ہے جن کے علاوہ قربانی جائز نہیں

الآن تكتب عبارات الكتب الموجودة فانظر
فيما حق النظر حق يتبين
لك الحق، والحق احق بان يتبع (م) وصح
الجذع من افضان (ش) الجذع شاة
لهما ستة اشهر، والافضان بما
تكون له الیۃ (م) والثنی فصاعدا من
الثلثة (ش) ای من الشاة اعم من
ان يكون ضانا او معزا
ومن البقر، و من

الابل، شرح وقایہ من عینی،
 قوله وصح الجذع الم قوله
 من الثلاثة اشارة الى بيان
 الانواع التي لا تجوز الاضحية الا بها
 وتصريح بينها التي لا تجوز فيما دونها،
 چلی علی شرح الوقایہ، من عینی،
 وصح الجذع ذو ستة اشهر من
 الضان ان كانت بحيث لو خلط
 بالثنايا لا يمكن التمييز من بعد، وصح
 الثني فصاعدا من الثلاثة والثني
 هو ابن خمس من الابل وحولین من
 البقر والجاموس، وحول من الشاة اور در مختار
 من عینی، قوله من الضان هو ماله الیہ، من
 قید به لانه لا يجوز الجذع من المعز وغیرہ
 بلا خلاف، كما في المبسوط قهستانی، والجذع
 من البقر ابن سنة، ومن الابل ابن اربعة
 بدائع، قوله من الثلاثة، ای الاتیة وهي
 الابل، والبقر، بنوعیه، والشاة بنوعیه
 مرد المحتار من عینی، ومن سنن الاسلام
 التضحية بالانعام التضحية ذبح الاضحية
 والانعام بالفتح جمع نَعَم بفتح حین

اور ایسی عروں کا بیان ہے جن کے علاوہ قربانی جائز
 نہیں۔ (حاشیہ شرح وقایہ چلی من عینی)
 (۳) ضان کا اتنا بڑا بچہ جو چھ ماہ کا ہو لیکن دور سے
 دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو (در مختار عینی)
 ضان جس کے چکیتی ہو، یہ چکیتی کی قید اس لئے
 لگائی کہ بکری، گائے اور اونٹ کے جذع کا استثناء
 مقصود تھا، بکری کا جذع چھ ماہ کا ہوتا ہے اور گائے
 کا سال بھر کا اور اونٹ کا چار سال کا، اور
 "من الثلاثة" کا لفظ جس کا ذکر آگے آ رہا ہے
 یہ اونٹ اور بقران دونوں نوعوں کے ساتھ، اور
 اسی طرح اپنی دونوں قسموں کے ساتھ۔ (رد المحتار
 من عینی)

(۴) اور انعام کی قربانی مسنون ہے، انعام چوپایہ
 کو کہتے ہیں۔ اضحیہ کے معنی قربانی ہیں، مطلب یہ کہ
 ضان کا چھ ماہ بچہ یا سات ماہ بچہ کی قربانی مسنون
 ہے، اور یک سالہ بچہ کی بھی، لیکن اس کے لئے کوئی
 پابندی نہیں ہے، ضان ہو کہ معز، اور اونٹ اور
 بقر کا ثنی بھی قربانی کے لئے جائز ہے، اونٹ کا ثنی
 پانچ سالہ اور بقر کا دو سالہ اور شاة کا ایک سالہ
 اور جذعہ کے لئے ضان کی قید اس لئے لگائی کہ
 بکری چھ ماہ بچہ جائز نہیں، اور ضان چکیتی والے جانور کو

مطبع یوسفی مکتبہ ۹۳/۴
 نوکسور کانپور ۵۴۳/۴
 مطبع مجتہباتی دہلی ۲۳۲/۲ و ۲۳۳
 دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۰۴/۵

لے شرح الوقایہ کتاب الاضحية
 لے ذخیرۃ العقبی حاشیہ شرح الوقایہ
 لے در مختار
 لے رد المحتار

میں بڑھتے ہیں، اور ضان کو میٹھ اور جاموس گاؤ میٹھ
کا معرب ہے، یہ گائے کی ہی ایک قسم ہے،
اور ان سب کاشنی جائز ہے (اشعة المعات)

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تذبحوا الا مستنة بضم میم
وکسر سین ونون مشددة، فرمود بزرگ نیکید مگر مستہ،
الا ان یعسر علیک فذبحوا جذعة من الضان، مگر
آنکہ دشوار شود بہم رسانیدن مستہ بر شما، پس ذبح کنید
جذعہ را از میٹھ، جذع بفتح جیم و ذال رواہ مسلمہ شرح ایس
حدیث تفصیلے دارو از موافق مذہب حنفی بیان کنیم، و در
شرح موافق مذہب اربعہ ذکر کردہ شدہ است بدانکہ ضخیہ
جائز نیست، مگر از ابل و بقر و غنم، و روایت کردہ شدہ
است از آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و نہ از اصحاب
و نہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، جز اصناف ثلاثہ از ذبائح و غنم
و وصف معز کہ آنرا بزرگویند، و ضان کہ آنرا میٹھ خوانند،
و جاموس بسین مملکہ کہ معرب گاؤ میٹھ ست نر از بقرت
و جائز است، از جمیع ایں اقسام شنی انتھی ما اردنا،
اشعة المعات علی مشکوٰۃ۔

سوال | آپ نے اس سے قبل کہا کہ ضان کا ترجمہ
میٹھ (بھیڑ) اہل لغت کرتے ہیں، اور اہل فقہ یہ
ترجمہ کرتے تو ہم بھی تسلیم کر لیتے کہ ضان بھیڑ کو شامل ہے
اور شیخ عبدالحی محمدی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب
اشعة المعات تو ائمہ فقہ و حدیث میں سے ہیں، اور
انہوں نے بھی وہ اہل لغت والا ترجمہ کیا ہے تو آپ کو
کیا عذر ہے۔

جواب | شیخ محقق کے اس ترجمہ سے جاہلوں کی طرح خوش

فان قبل قلت فیما سبق الحجة علینا تفسیر
الفقہاء، لا تفسیر اهل اللغة، و رأیت
الآن ترجمة الشيخ لفظ الضان بمیٹھ
و هو من اعظم مقلدی الحنفیة و انت
نقلته ایضاً للسند، فلم لا تقول بجواز ضخیة
الحيوات المستول عنه بعد،
قلت لا تفرح بترجمة الشيخ
مثلاً كما فرح العامة بها،

وجوز والتضحية بالحيوان المسئول عنه
 فضلو واضلوا نعوذ بالله منها ، فان لفظ
 ميش لغة الفرس لا لغتنا ، فاما حقيقة فيما
 له الية ومجاز في الحيوان المسئول عنه ،
 لكونه من ذوات الصور مثل ماله
 الية ، او بالعكس واما مشترك بينهما ،
 فعند تفسير الضان به كما فسره الشيخ
 به لا يجوز ان يراد به معالانه يلزم الجمع
 بين الحقيقة والمجاز ، ولوبين معنى مشترك
 في اطلاق واحد ، وبطلانها لا يخفى
 على الكل ، مع انه حينئذ يصير للغنم
 لوالشاة اصناف ثلاثة ، المعز و ماله
 الية و ماله الية له و يخالف قول الشيخ
 فيما بعد و غنم دو صنف است ، وقال الشامي
 والشاة بنوعيه ، وهكذا وان اريد به
 عموم المجاز اي ما كان من ذوات الصور
 فلا يلزم الجمع بالمعنيين الا ان
 التخاليف بينه وبين قول الشيخ وغيره
 المذكورين باق وهو ظاهر ، وكاف في
 عدم امراءتهم ، فاما ان يراد به الحيوان
 المسئول عنه فقط حقيقة كان او مجازا ،
 فيخرج ماله الية من باب التضحية ، و

ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ شیخ کے اس لفظ میش سے
 ذنبہ اور بھیڑ دونوں ہی مراد ہوں گے یا ان میں سے
 کوئی ایک ، اور دونوں مراد ہوں گے تو بطور حقیقت
 مجاز ، یا اشتراک ، یا علم مجاز ، تو حقیقت و مجاز ، یا
 اشتراک کے طور پر دونوں معانی کا ایک ساتھ مراد لینا
 اصول لسان کے اعتبار سے ناجائز ہے ، اور بطور
 عموم مجاز دونوں ایک ساتھ مراد لینے پر یہ خرابی لازم
 آتی ہے کہ قربانی کے کل چھ قسم کے جانور ہو جاتے ہیں
 حالانکہ ہم ثابت کر آئے ہیں کہ پانچ ہی ہیں ، اور ایک
 ہی مراد لیں ، اور وہ بھیڑ ہو تو ذنبہ چھوٹ جاتا ہے
 جو بال اتفاق قربانی کا جانور ہے ۔

مزید سوال | آپ کی یہ ساری تقریر ضان کے معنی ذنبہ
 مراد لینے پر بھی جاری ہوتی ہے ، تو یہ مراد لینا بھی
 ممنوع ہوا ۔

جواب | جب فقہاء نے حکمتی والا کہہ کر اسی جانور کو
 متعین کر دیا تو اب ہم کو اس بحث میں پڑنے کی
 ضرورت نہیں کہ وہ معنی مجازی ہیں یا حقیقی یا بطور
 اشتراک ۔

پس ان نصوص فقہیہ کی روشنی میں ہمارا فیصلہ
 تو یہی ہے کہ بھیڑ کی قربانی ناجائز ہے ، اگر دوسری
 کسی کتاب میں اس کے جواز کا حکم ہو بھی تو احتیاط
 اس سے بچنے میں ہی ہے کہ عدم جواز کے یہ دلائل

قاہرہ ہم نے ظاہر کر دئے۔
 اور یہ کہنا کہ بزرگوں سے ایسا ہوتا آیا ہے،
 یا عیش کے معنی بھیر ہیں، یہ تار عنکبوت سے
 زیادہ حقیقت نہیں رکھتے، یہ فتویٰ صحیح ہو تو
 اللہ تعالیٰ کی طرف سے، اور غلط ہو تو میری اور
 شیطان کی طرف سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 (نظام الدین مدرس مدرسہ اسلامیہ احمد پور
 شرقیہ)

يصير النوع الخامس، من الانواع الخمسة
 بها الحيوان المسئول عنه، لانه الىه و
 هو خلاف الاجماع، او يادبه ماله اليه فقط
 حقيقة كان او مجازا في حرم الحيوان
 المسئول عنه من البين كما هو حقه وهو
 المطلوب، واجراء هذا التفصيل بعينه في
 لفظ الضان كما وقع في الحديث والفتون
 بان يقال لفظ الضان لفظ لغة العرب
 لا لغتنا فاما حقيقة في ماله اليه و مجاز
 في الحيوان المسئول عنه الى قولنا وهو
 المطلوب، فليل تفسيره بما تكون له اليه
 يمكن ويحصل الفائدة منه، وهو
 الاستقرار على المطلوب، واما بعد تفسيره
 بماله اليه كما فعل الفحول من العلماء،
 فلا فائدة فيه لانه يعلم من هذا
 التفسير ان مراد الفقهاء بالضان
 ماله اليه سواء كان معنى حقيقيا او مجازيا
 فما مطلبنا في الاجراء و تطويل المسافة
 فظننت بل علمت من هذه النقول ان
 التضحية بالحيوان المسئول عنه لا تجوز
 وقد سمعت تحقيقه بما لا مزيد عليه أنفاً
 فاقول ما انا عليه، وعليه التعويل هو
 عدم جواز التضحية به، فان اصبحت فمن
 الله تعالى، وان اخطأت فمني ومن الشيطان
 وان وجه الكتب الاخر المعتمدة عليها

الغیر الموجودة عندی جوازها، فتح ترك
التضحية به اولى لان مقتضى الاحتياط
هو عدم الجواز على ما علم من اصول
الفقه، هذا بالنواجز ولا يلتفت الى قول
المخالفين القائلين بالجواز، فان اقوى
دلائلهم وجدنا عليه اسلافنا وتعلم حاله
وما سوى هذا الدليل من تفسير الضان
بلفظ ميث واما كان من ذوات الصوف،
فاوهم من بيت العنكبوت كما مر، هذا ما ظهر
لى ولعل عند غيرى احسن من هذا۔ المجيب
نظام الدين مدرس مدرسة الاسلاميه
احمد پور شرقية۔

الجواب

اس خدا کی تعریف جس نے ہم کو اکرام کے ساتھ خاص
فرمایا اور انعام کو ہم پر عام فرمایا، اور حاجیوں
کے لئے اور ہمارے لئے چارپائے بنائے کہ
کھائیں بھی اور قربانی بھی کریں۔

یہ آٹھ جوڑے ہیں، ضان کے دو اور معز کے دو،
تو کیا اون والے ممنوع ہیں یا بال والے، یا دم
والوں پر روک ہے یا چمکتی والوں پر، اور اونٹ کے
دو اور گائے کے بھی دو، تو کیا نجی اونٹوں پر انحصار
ہے یا اعراب پر، اور بھیئس مردود ہے یا گائے
کی مختلف اصناف لائبی اور نائی، یا کسی عضو یا بال
کی چھوٹائی بڑائی، نوع کو بدلنے والی اور حصر کو قائم
کرنی والی ہے تحصیل علم ہو تو مجھے بتاؤ۔ اور صلاۃ و سلام ہو

الحمد لله الذي خصنا بالاحكام وعمننا
بالانعام خلق لنا الانعام، للتقرب الى الطعام، وكثير من
الحاج، ثمانية ازواج من الضان اثنين، و
من المعز اثنين، آ الصوف حظ، أم الشعر
حجر، أبا لاذناب امر، أمر على إلا ليا قصر،
ومن الأبل اثنين، ومن البقر اثنين،
أيا لبخت جد، أمر في العراب حصر، أ الجاموس
سد، أمر طائف البقر، أ بطول وقصر
وصغر وكبر في عضو أو شعر، للنوع غير،
أو بال حصر ضرر، نبشوني بعلم ان كان
لكم خبر، والصلاة والسلام على السيد
الاعز وأله وصحبه كل كريم معز، عدد

تمام معززین کے سردار پر، اُن کی آل پر، اصحاب پر جو
کریم اور معزز ہیں، بھینٹوں کی ادون اور بکریوں کے
بال برابر۔

حد و صلاۃ کے بعد، بلاشبہ بھینٹ بکریوں اور انعام
میں شمار ہوتی ہے، مسلمانوں کا اس بات پر اجماع
ہے، اور اس کی قربانی جائز ہے، یہ مسئلہ خود واضح
اور بیان سے بے نیاز ہے، اس کی قربانی مسلمانوں
میں شروع ہی سے متواتر ہے، علماء کے تمام
گروہ اور مختلف جماعتوں نے اس میں کبھی کوئی اختلاف
اور جدال نہیں کیا، تو بلا امتیاز سبھی کو گمراہ اور گمراہ گر
کہنا سرکشی اور جرم ہے اور امر محبوب سے روگردانی
جس کا انجام آئندہ معلوم ہوگا۔

اس مسئلہ پر غامد فرسائی سے چشم پوشی ہی
بہتر تھی کیونکہ یقیناً، جہاں دلائل کے پر جلتے ہیں
جو ایسی باتوں کا انکار کرے پھر کس بات کا اقرار
کرے گا اور کس پر ایمان لائے گا۔ لیکن باطل کو
بجھانا اور غافل کو بتانا، کمزور اہل اسلام کو گمراہی سے
روکنا، اور یہ خوش گمانی بھی کہ پھیلنے والا سنبھالے
سنبھل بھی جاتا ہے، راہ دکھاؤ تو کوئی کوئی دیکھ بھی
لیتا ہے، اور واقعی عقلمند وہ ہے جو ہر بات پر خواہ مخواہ
اصرار نہ کرے، اور حقیقت آشکار ہو تو یادہ گوئی اور
انکار چھوڑ دے تو پروردگار غفور و رحیم ہے۔

ان سب باتوں نے ہمیں چند تنبیہات پر مجبور کیا
سبحان اللہ چمکے سورج پر کیا حجاب، میں تمہیں ہدایت
کرتا ہوں کہ یہ کارامیدوں یا طال کے چکر، یا طیش

اصواف الضانف واشعار المعز، و
بعد فلا شک ان هذا الحيوان
من بهيمة الانعام، ومن
الانعام، ومما تجوز التضحية
به باجماع اهل الاسلام،
مسئلة واضحة جلية الثبوت، غنية
عن البيان، لا تتناطح فيها عتران
وقد توارث التضحية به المسلمون
وعلماءهم متضافرون طبقة
فطبقة وجيلاً بعد جيل من دون
نكير منكر، ولا مرء عقيل فمن
نسبهم جميعاً الى الضلال والاضلال، فقد
عنا وعصى، وشق العصا، يولى ما تولى
ولسوت يري، وقد كان الاعراض عن مثل
هذا امثل واحرى، فان الامر اذا انفتح
الى انكار الواضحات كان السبيل ترك التحاور،
فانها هي المقاطيع للبحر الشامخات، والبراهين
الغتر، فمن يمارى فيها فاماذا يوقن، وبأي حديث
بعد هاتين، ولكن وجوب اخذ الباطل وارشاد
العافل، والفرق بضعفاء المسلمين، كيلا يقعوا
في ضلال مبين، وتحسين الظن بالمسلم العاقل
فانه ربما عثر، فاذا اذكر تذكراً واذا ابصر ابصر،
وانما العاقل من اقر وما اصر، فاذا علم الخبر
هجر الهجر وانكر المنكر، وربك غفار لمن استغفر
كل ذلك يدعون ان نأتى في الباب بعدة تنبيها

کے خوران میں پھنس کر پوری بات دیکھے سُنئے بغیر جلد بازی نہ کر بیٹھنا، میں تمہیں ادنیٰ سے اعلیٰ تک آہستہ آہستہ لے چل کر سورج کے پاس کھڑا کر دوں گا جہاں تاریکیاں کافور ہیں، کیونکہ جہاں وہم پیدا ہوتا ہے اس کا ازالہ بھی ہوتا ہے اور رات کے بھیا نک خواب سے صبح کو چھٹکارا بھی مل جاتا ہے۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ توضیح تو پوشیدہ امور کی ہوتی ہے، اور بدہیسات کی تفہیم مشکل ہے، میں نے حق کی طرف رہنمائی میں کوتاہی نہیں کی۔

تَقَرَّرَ الصَّوَابُ وَتَمِيطُ الْحِجَابِ، وَيَا سُبْحَنَ اللَّهِ هَلْ مِنْ حِجَابٍ، عَلَى وَجْهِ شَمْسٍ تَجَلَّتْ مِنْ سَحَابٍ هَذَا أَوِ اِيَّاكَ ثُمَّ اِيَّاكَ اِنْ يَلْهِيكَ اَكْمَلُ، اَوْ يَطْغِيكَ الْمَلَلُ، اَوْ لَيْسَتْ خَفِكَ الطِّيشُ، فَيَا خَذَكَ الْعَجَلُ، قَبْلَ اَنْ تَجْمَعَ الْكَلِمَاتِ الْاُخْرَى اَكْوَلُ، فَاِنْ اَرِيدَ اَنْ اَسْتَدْرِكَ مِنْ الرِّفِيعِ اِلَى الرَّفِيعِ، وَمَنْ ذِي سَمٍ اِلَى اَثَمٍ، حَتَّى اَوْفَعَكَ عَلَى شَمْسٍ تَقْضَاءُ لَا دُونَهَا الظُّلُمُ، فَعَسَى اَنْ يَعْتَرِيكَ وَهْمٌ وَيَا تَيْلُكَ مَا يَزِيحُ، اَوْ تَنْسَى فِي حِلْمٍ، وَتَنْصَبِحُ فَيَمَازِيحُ عَنِّي اِنْ قَدْ عَلِمْتَ اَنْ السَّبِيلَ وَعَمَّ اِلَى الْيَصَاحِ الْجَلِيَّاتِ، وَاِنَّمَا الْمَجَادَّةُ الْمَسْلُوكَةُ اِظْهَارَ الْحَبِيَّاتِ لَكُنْ اَمْ تَزَلْ لَكَ اِلَى وَهْدَةٍ وَقَعْتَ، وَلَا اَلْوَانِ اَرْفَعَكَ اِلَى الْحَقِّ مَا اسْتَطَعْتَ فَاَقُولُ وَتَوْفِيقِي بِالْقَرِيبِ الْمَجِيدِ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيبُ -

الاول قال ربنا عز من قائل اُحِلَّتْ لَكُمْ الْاَنْعَامُ، اِلَّا قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ مَحَلُّهَا اِلَى الْبَيْتِ وَقَالَ سَبِّحْنَهُ وَتَعَالَى وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْاَنْعَامِ فَقَدْ اَفَادَ جَلَّ جَلَالُهُ اَنْ الْاَنْعَامَ كُلُّهَا مَحَلُّ الْمَسْكَ، وَاِنَّهَا اَلَّتِي يَتَقَرَّبُ بِبَنَحْرِهَا وَذَبْحِهَا اِلَى رَبِّهَا وَرَبِّهَا دُونَ سَائِرِ الْبَهَائِمِ وَالْجَوَانِتِ، قَالَ

تنبیہ اول اس بات کے بیان میں اللہ تعالیٰ ارشاد کہ صرف انعام ہی قربانی کے جائز ہیں فرماتا ہے: تمہارے لئے حلال کئے گئے انعام سوا ان کے جن کی ممانعت تم پر پڑھی جاتی ہے تو دور ہو بتوں کی گندگی سے، اور کچھ جوئی بات سے ایک اللہ کے ہو کر، پھر اس کا سا جی کسی کو نہ کرو، اور جو اللہ کا شریک کرے کہ وہ گویا اگر آسمان سے کہ پرندے اسے اُچک لے جاتے ہیں، یا ہوا اُسے کسی دوری

الانعام مکی السنة البغوی، فی معالم التنزیل
 لَیذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِیمَةِ
 الْاَنْعَامِ، عِنْدَ نَحْرِهَا وَذَبْحِهَا، وَسَمَّاها
 بِهَیمَةِ الْاَنْعَامِ، لِاَنْهَا لَا تَتَکَلَّمُ، وَقَالَ
 بِهَیمَةِ الْاَنْعَامِ قَبْدٌ بِالنَّعْمِ لِاَنَّ الْبَهَائِمَ
 مَا لَیْسَ مِنْ الْاَنْعَامِ، کَالْخَیْلِ وَالْبِغَالِ
 وَالْحَمِیْرِ، لَا یَجُوزُ ذَبْحُهَا فِی الْقَرَابِیْنِ اَوْ
 لَا اَرٰی مَرْتَابًا یَرْتَابُ فِیْ اَنْ حَیْوَ اَنْشَا هَذَا
 مِنْ بَهِیمَةِ الْاَنْعَامِ، فَانْهَ اَهْلٰی ذَاتِ قَوَائِمٍ
 اَرْبَعٌ وَظَلَفٌ، قَالَ فِی الْمَصْبَاحِ الْمَنِیرِ لُغَةُ
 الْفَقْهِ، الْاَنْعَامُ ذَاتُ الْخَفِّ، وَالظَّلَفُ،
 وَهِيَ الْاِبِلُ، وَالْبَقَرُ، وَالْغَنَمُ اَوْ فَاَنْ کُنْتَ
 فِی سَرِیبٍ مِنْ هَذَا فَانْبِثْنَا مِمَّا ذَا تَرَاهُ، اَمِنْ
 الْوَحُوشِ اَمِنْ السَّبَاعِ، اَمِنْ الطَّیُورِ،
 اَمِنْ الْهَوَامِّ، اَمِنْ ذَوَاتِ الْحَوَافِرِ، اَمِنْ
 نَوْعٍ اَوْ مَقْطُوعِ الدَّابَرِ، مَا بِهِ عِلْمٌ وَلَا عَشَہُ
 مَخْبَرٌ۔

جگہ پھینکتی ہے، بات یہ ہے، اور جو اللہ کے نشانوں
 کی تعظیم کرے، تو یہ دونوں کی پرہیزگاری سے ہے
 تمہارے لئے انعام میں فائدہ ہے ہیں ایک مقررہ
 میعاد تک، پھر ان کا پنپنا ہے اس آزاد گھر تک۔
 اور ہر امت کے لئے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی
 کہ اللہ کا نام لیں اس کے دئے ہوئے بے زبان
 چوپایوں پر، تو تمہارا معبود ایک معبود ہے، تو اسی
 کے حضور گردن رکھو۔ (سورہ حج، پ ۱)

ان آیات کا مفاد یہ ہے کہ جانوروں میں صرف
 انعام ہی قربانی اور ہدایا کے لئے مخصوص ہیں۔ حضرت
 امام بغوی نے اس مضمون پر تفسیر معالم میں دوسری
 آیت کے تحت تصریح فرمائی، یعنی ان جانوروں کے
 ذبح اور نحر کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہو، ان
 جانوروں کو انعام کہنے کی وجہ اُن کا نہ بولنا ہے
 انعام کی قید اس لئے لگائی کہ کچھ بہائم ایسے ہیں
 کہ قربانیوں میں ذبح نہیں کئے جاتے، جیسے
 گھوڑا، خچر، گدھا — اتنا ثابت ہو جانے کے
 بعد اس کی ضرورت تو نہ تھی کہ ہم بھیڑ کا انعام ہونا بھی ثابت کریں، اور یہ کہ یہ اہلی ہے وحشی نہیں ہے، دو گھر
 والا چوپایہ ہے، مگر ہم شہادتیں فراہم کر رہے ہیں،

انعام گھر دار جانور اور خف والے، یہ اہل، بقر، غنم میں (مصباح المنیر)

اگر اس کے بعد بھی شبہ ہو تو بتاؤ، کیا یہ وحشی ہے یا درندہ ہے، کہ پرندہ ہے یا حشرات الارض
 میں سے ہے، تم والوں میں سے یا کوئی ایسی قسم جس کی نسل ختم ہو گئی ہے۔

تنبیہ دوم اس بات کے ثبوت ہیں | ارشاد الہی ہے کہ بکری انعام میں سے ہے | من الانعام حمولة و فرشا۔ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں فرمایا، پیدا کئے مویشی میں لدنے والے اور دبے۔ اور فوائد میں فرمایا، لدنے والے اونٹ اور بیل، اور دبے والے بھیڑ اور بکری۔

تنبیہ سوم بھیڑ کے قربانی کے مفتی سابق نے اعتراف جانور ہونے پر اجماع ہے کیا، اور تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ غنم قربانی کے جانوروں میں سے ہے، اور چوپایوں کے درمیان فرق جاننے والے یہ خوب جانتے ہیں کہ بھیڑ غنم میں شامل ہے، قرآن عظیم کی آیت ”و من البقر والغنم حرمتا علیہم شحومہما“ کا ترجمہ فاضل رفیع الدین دہلوی فرماتے ہیں: ”اور گائے سے اور بھیڑ بکری حرام کہیں ہم نے اوپر اُن کے چریاں اُن کی“۔

ایضاً تنبیہ چہارم | اس بات کا فیصلہ کہ بھیڑ غنم میں داخل ہے یا نہیں، وہی حضرات علماء کر سکتے ہیں جن کو تینوں زبانوں میں مہارت ہو تو ان زبانوں کا عالم یہ خوب جانتا ہے کہ جس جانور کو ہندی میں بکری اور

الثانی قال جل ذكره ومن الانعام حمولة و فرشا، قال الشاہ عبدالقادر الدہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فی ترجمۃ الکریمۃ پیدا کئے مویشی میں لدنے والے اور دبے، وقال فی فوائدھا لدنے والے اونٹ اور بیل اور دبے بکری اور بھیڑ۔

الثالث اجمع المسلمون واعترف الرجل ان الغنم من الاضاحی، وقد علم من یفرق بین البہم والبہم، ان هذا من الغنم قال اللہ عزوجل ومن البقر والغنم حرمتا علیہم شحومہما، قال الفاضل رفیع الدین الدہلوی فی ترجمتہ اور گائے سے اور بھیڑ بکری سے حرام کہیں ہم نے اوپر ان کے چریاں ان کی۔

الرابع انما المرجع فی امثال الامور الی علماء اللسان، وکما علم کل من یعلم اللسان الثلاث من حیوانات الذی یسمی بالہندیۃ بکری و ذکرہ بکرا،

۱۔ القرآن الکریم ۱۳۲/۶

۲۔ موضع القرآن تحت آیہ ۱۳۲/۶

مطبع مصطفائی انڈیا ص ۱۴۶

۳۔ القرآن الکریم ۱۳۶/۶

۴۔ ترجمۃ القرآن رفیع الدین تحت آیہ ۱۳۶/۶

ممتاز کمپنی لاہور ص ۶۳-۱۶۲

اس کے نزدیک بکرا کہتے ہیں، فارسی میں اسی کو بُز اور عام بول چال میں گوسپند اور عربی میں معز، اور عام بول چال میں غنم و شاة کہتے ہیں، اسی کے ذکر کو "قیس" اور ماعز کہتے ہیں اور مونسث کو خنز اور ماعزہ کہتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی معروف بات ہے کہ ہندی میں جس جانور کو بھیڑ جس کا ذکر مینڈھا، اور بعض کی زبان میں بھیڑا کہتے ہیں اسی کی مونسث کو بعض لوگ بھیڑ اور بعض بھیڑی کہتے ہیں، اسی کو فارسی میں میش، اور عام بول چال میں گوسفند، اس کا ذکر مناطح قوچ کہلاتا ہے، یہی عربی میں ضان، اور دونوں اطلاقوں میں شاة و غنم کہلاتا ہے، اس کا ذکر ضان و کبش اور مونسث کو فخر کہا جاتا ہے۔

ثانیۃً ازواج من الضان اشنین پیدا کئے آٹھ نرومادہ بھیڑے اور بکری سے دو۔ (از موضع القرآن) آٹھ جوڑے بھیڑوں میں سے دو، بکری میں سے دو۔ (شاہ رفیع الدین)

آفریدہشت قسم از گوسفند دو قسم، و از بُز دو قسم۔ (شاہ ولی اللہ)

ضان، ضائن کی جمع، ماعز کے خلاف، اور یہ غنم کی ہی دونوں ہیں، پہلے کو فارسی میں میش اور ثانی کو بُز

هو الذی یسمى بالفارسیة بُز، وفي الاطلاق الاعم گوسپند، وبالعربیة معزا، وفي الاعم غنما و شاة، وذكره تيسا و ماعزا، وانشاء عنزا، و ماعزة، كذلك علموا ان الحيوان الذی یسمى بالهنديّة بهيڑ و ذكره مینڈھا، وعند قوم و انشاء بهيڑ و لقوم بهيڑی هو الذی یسمى بالفارسیة میش، و بالاطلاقین الاخص و الاعم گوسفند، و ذكره المناطح قوچ، و بالعربیة ضانا، و بالاطلاقین شاة، و غنما، و ذكره کبشا و ضانا و انشاء نعجة و ضائنة، قال الله عز وجل ثنينة ازواج من الضان اشنین و من المعز اشنین، قال في موضع القرآن پیدا کئے آٹھ نرومادہ بھیڑ میں سے دو، اور بکری میں سے دو، و في ترجمة الرفیعة آٹھ جوڑے، بھیڑ میں سے دو، اور بکری میں سے دو۔ و قال الشاه ولی الله الدہلوی في ترجمتها آفریدہشت قسم را از گوسفند دو قسم، و از بُز دو قسم، و قال الفاضل یوسف چلبی في ذخیرة العقبی حاشیة شرح الوقایة،

لہ القرآن الحکیم ۱۴۳/۶

لہ موضع القرآن

تحت آية ۱۴۳/۶

لہ ترجمہ القرآن لرفیع الدین

تحت آية ۱۴۳/۶

لہ ترجمہ القرآن (فارسی، ولی اللہ الدہلوی) " " "

مطبع مصطفائی انڈیا ص ۱۴۶

مجاز کتب لاہور ص ۱۶۲

مطبع ہاشمی دہلی ص ۱۴۸-۱۴۹

کھتے ہیں، اور غنم کے ہی ہم معنی لفظ شاة ہے جس کا اطلاق دونوں نوعوں پر ہوتا ہے اور اسی معنی میں فارسی لفظ گوسفند بولا جاتا ہے، اسماء اور صحاح میں ایسا ہی ہے (مختصر) (ذخیرۃ العقبیٰ علی)

بھیڑ افارسیہ میں میش نر، اور عربی میں ضان ہے (نفاس)

بھیڑ ہندی میں غنم ہے، اور غنم ضان ہے، اور ضان فارسی میں میش ہے (تحفۃ المؤمنین)

ضان میش، ضان میش نر۔ (مختب رشیدی)

ضان میش نر، خلاف ماعز، اور اس کی جمع ضان خلاف معز۔ (صراح)

ان سب شہادتوں میں ضان اور میش ایک ہی چیز قرار دی گئی ہے، اور اسی کو ہندی بھیڑ بتایا گیا ہے، اگر اس کے بعد بھی شبہ ہو کہ یہ دونوں ایک نوع نہیں ہیں، تو بھیروں کا ایک گلہ لے کر عرب اور فارس کے شہروں اور دیہاتوں میں پھر کر جنگلوں اور پہاڑوں، آبادیوں اور ویرانوں میں گھوم گھوم کر ہر ایک

ضاناجمع ضائن خلاف الماعز، وھما نوعان من جنس الغنم، يقال للاول بالفارسی میش، ولشانی بُز، والشاة اسم جنس یشملہا کالغنم ویقال لہا بالفارسی گوسفند، کذا فی الصحاح، والاسماء اھ باختصار، وقد ترجم فی النفاس بھيْڑ بالفارسیۃ بمیش نر، وبالعربیۃ بکبش وضان، وقال فی تحفۃ المؤمنین بھيْڑ بہندی غنم است، ثم قال غنم ضان است، ثم قال ضان بفارسی میش نامند، وفي المنتخب الرشیدی ضان میش ضائن میش نر، وفي الصراح ضائن میش نر، خلاف ماعز، والجمع ضان، خلاف معز اھ، فان كان فی مریۃ بعد، فلیقم ولیُعد، فلیذهب بقطیع منہ الی العرب، والفرس، ولیدرفیہا بلاد اوقری وجبالا ومفاوز، ولیسأل کل اهل ناد من حاضر، وباد، ورجل، وامرأة

۱۲۶/۱	فولکشور کانپور	کتاب الزکوۃ باب زکوۃ الاموال	لہ ذخیرۃ العقبیٰ
			لہ النفاس
۱۶۹ ص	فولکشور کانپور	البار مع الہار	لہ تحفۃ المؤمنین مع مخزن الادویۃ
۳۲۵ ص	"	الغین مع المیم	لہ " " " " " "
۳۹۴ ص	"	الصاد مع الالف	لہ " " " " " "
۴۸۲ ص	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب الضاد مع النون	لہ منتخب اللغات مع غیاث اللغات
۴۱۸ ص	فولکشور لکھنؤ	باب النون فصل الضاد	لہ الصراح فی لغۃ الصحاح

شہری و دیہاتی، عالم و جاہل سے سوال کرو، تو سارے عرب یہ کہیں یہ ضامن ہے، غنم ہے، شاة ہے، کبش ہے، نعجہ ہے، اور فارسی کہیں یہ میش ہے، گو سپند ہے، تو حق بات تسلیم کرو، اور اگر عرب اس کو گور یا، کٹکھنا کتیا یا ہاتھی، یا اہل فارس اس کو گورخر یا چیتا یا اُتو کہیں تو تم معذور ہو گے۔

تنبیہ پنجم تا سید مزید | لمبی اور دراز سونڈ والے ہاتھی کو کوئی فیل نہ مانے تو اس کے علاوہ کیا سبیل، کہ اہل عرب سے یہ کہلا دیا جائے کہ ہمارے یہاں سب لوگ اسے فیل ہی کہتے ہیں، جیسے اگر کوئی بمبئی کا انکار کرے، تو اس کی سبیل بھی یہی ہے کہ اسے بمبئی شہر دکھا کر لوگوں سے کہلا دیا جائے کہ سب لوگ اسی کو بمبئی کہتے ہیں۔

تنبیہ ششم بھینس کو گائے | یہ کہنا کہ بھینس کو گائے کے ساتھ لاحق نہیں کیا گیا | کے ساتھ از روئے قیاس لاحق کیا گیا، غلط ہے، کیونکہ یہ مسئلہ

وحر و امة، و عالم و جاہل، و سائرہ قافل، فان اخبرك العرب جميعا ان هذا ضامن، غنم، شاة، کبش، نعجة، و قالت الفرس اين ست میش، و گو سپند، و ز و ماده، فليصدق بالحق، و ان اعربت العرب ان هذا عصفور، او كلب عقوق او فیل ماسور، و تفرست الفرس، فھی الت خیر گور، او چریغ پر زور او چیغد شبکور، فهو معذور۔

الخامس ارأيت ان انكر منك، ان هذا المهييب الثقيل، ذا الخرطوم الطويل، الذي يقال له بالهند ها تھی و گم، ليس هو الذي يقال له بالعربية فیل، و بالفارسية پیل، فهل عندك عليه من حجة و دلیل، ألا الرجوع الى اهل اللسن، و ابانة ان اطبا قهم على امثال ذلك من باب التواتر المورث لليقين، كما ان من جحد وضع يميني او كلكته، مثلاً لهذا البلد المعلوم، فلا دواء له الا الانباء بان الناس مطبقون على ان هذا البلد برهنا مسمى وبه موسوم، فان عاند و عاد و عاود الداد، فما له من طب الا لاقتصاد۔

السادس من الظن من عم الحاق الجواہر بالبقر، و انما عرفت الاضحية على خلاف القياس لكونها تقرباً باراقة دم،

قیاسی ہے ہی نہیں، اگر قیاس پر مدار ہوتا تو سفیر
نیل گائے کو گائے کے ساتھ، اور پہاڑی بکرے اور
ہرن کو بکری کے ساتھ لاحق کرنا بدرجہ اولیٰ بہتر ہوتا
لیکن ایسا جائز نہیں۔

علامہ اتعانی نے غایۃ البیان میں فرمایا،

”قربانی کا مسئلہ بالکلیہ غیر قیاسی ہے کیونکہ خون بہانا
کارِ ثواب ہو، یہ بات غیر معقول ہے، اس لئے
جن جانوروں کو شرع نے جائز قرار دے دیا ان کے
علاوہ مثلاً وحشی جانوروں کی قربانی شرعاً جائز نہیں۔
علامہ عینی نے رمز المحتقنی میں تحریر فرمایا: قربانی
حکم الہی سے خلاف قیاس ثابت ہوئی ہے، تو اسی
پراقتصار کیا جائے گا“

علامہ طورسی کلمۃ بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں
قصریٰ فرماتے ہیں: ”قربانی کا جواز شرع مطہر میں
انھیں جانوروں میں ثابت ہے جو اہلی ہوں، وحشی
میں نہیں، اور یہاں قیاس کو باریابی کی اجازت
نہیں۔“

توحقیقت حال یہ نہیں ہوتی کہ اکمل کو کامل
کے ساتھ لاحق کیا گیا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ علماء
کے نزدیک بھینس کا گائے کی ہی نوع میں ہونا
ثابت ہوا، تو انھوں نے کہا کہ قرآن کا لفظ بقر

وازدھاق روح، فکیف یسوغ اللاحاق فیہا، ولو
ساغ لکانت المہاو الوعول والظباء احق ان
تلتحق بالبقر والمعز، قال العلامة الاتعانی
فی غایۃ البیان التضحیۃ امر مستفاد بالشرع
بخلاف القیاس، لان کون اراقۃ الدم
قربۃ غیر معقول المعنی فاقصر علی مورد
الشرع، ولہذا لم تجز التضحیۃ بشئ من
الوحش، وقال العینی فی رمز المحتقنی
انہا عرفت بالنص علی خلاف القیاس، فیقصر
علیہا، وقال العلامة الطوری فی تکمیلۃ
البحر الرائق جوازہا عرف بالشرع فی
البقر الاہلی دون الوحشی والقیاس
ممتنع، ومثل ذلک فی کثیر من الکتاب، و
انما الشان انہم علموا انہا من نوع البقر
فتناولہما النص تناولاً اولیاً من دون حاجۃ
الی الحاق، بہذا اعلل کما نص علیہ فی
الہدایۃ والخانیۃ والدرر، وشرح النقایۃ
للہر جندی، وفی جامع الرموز عن جامع
المضمرات، ومجموع الانہر عن المحيط،
وفتح اللہ المعین عن التبیین، والبحر الرائق
عن الولوالجیۃ، والہندیۃ عن البدائع،

لے غایۃ البیان

۲۰۵/۲

مکتبہ نوریہ رضویہ سکمر

کتاب الاضحیۃ

کلمۃ بحر الرائق فی شرح کنز الدقائق

۱۴۰/۸

ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

”

کلمۃ من البحر الرائق

ورد المحتار عنہا، وعن المغرب،
وان اقتزحت جلیت لك نقولہا
فافی لم اشرفی هذه الرسالة
شیئاً الا من الکتب التي منحني
سرف فی عندي فی ملک
ویدی، حتی انهم اخذوا
على لفظه توهم التباين بينهما
كقول الكنز الجاموس كالبقرة
كما فی التبيين للبحر والنهر
والشربلية، ومجمع الانهر
واجب السعود وغيرها مع
انه انما هو كقوله ايضا
البخت كالعراب بيد ان اول
المسئلة كانت هناك بلفظ الابل
فلم يوهم التشبيه، وههنا
يلفظ البقر فادهم، ثم لماذا
استكثر من هذا الفصل وانت
الناقل عن رد المحتار قوله
البقر بنوعيه اه وعن مفاتيح
الجنات ان الجاموس داخل
فی البقر اه وعن الاشعة جاموس

بھینس کو شامل ہے، اس لئے مسئلہ ہذا کے الحاق
والے قاعدہ کے سہارے کی بالکل ضرورت نہیں۔
یہ امور ہدایہ، خانیہ، رمز الحقائق، مکملہ طور پر
مستخلص الحقائق، شرح ملاسکین، طحاوی
علی الدر، شرح لغاتہ برجندی، جامع الرموز،
جامع المضمرات، مجمع الانهر عن المحيط، فتح اللہ
لمعین عن التبيين، بحر الرائق، ودوالجیہ، ہندیہ
عن البدائع، رد المحتار عن البدائع وعن مغرب
منصوص ہیں، ضرورت پر ساری کتابیں پیش
کی جاسکتی ہیں، الحمد للہ ساری کتابیں میری ذاتی ہیں۔
ہاں ان حضرات نے ایک لفظ ایسا ضرور کہا ہے
جس سے یہ شبہ ہوگا کہ گائے اور بھینس میں تغایر
ہے، اور وہ کنز، تبیین، بحر، نہر، شربلیہ،
مجمع الانهر الی سمد وغیرہ میں ذکر کیا ہو لفظ الجاموس
کالبقر ہے، لیکن اس سے صحر کا کھانا غلط ہے
کیونکہ یہ ایسے ہی ہے جیسے علماء اونٹ کے سلسلہ
میں فرماتے ہیں البخت کالاعراب، بیان مسئلہ
میں اونٹ مقسم کی طرح پیش کیا گیا ہے، اس کے
باوجود جب بخت و اعراب دونوع نہ ہوئے تو
صرف کاف تشبیہ کی وجہ سے بقرو جاموس دونوع
کیسے ہوں گے، اور خاص کر مجیب صاحب کو

۴/۶	المطبعة الکبری الامیریہ بولاق مصر	کتاب الاضیعیۃ	۱ تبیین الحقائق
۱۴۶/۸	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	”	۲ تملکۃ من البحر الرائق
۲۰۴/۵	دار احیاء التراث العربی بیروت	”	۳ رد المحتار
ص ۲۱۸	مکتبہ اسلامیہ خوشٹھ	فصل فی سنن الاضیعیۃ	۴ مفاتیح الجنان شرح مشرق الاسلام

نوع از بقر است فمافی اراك نقل العباسات
وتنبؤ عنها كانت لم تسمعها ، كلاً
بل تسمع وتفهم ثم تحيل ، اما
سمعناك نقول انهم يدخلون الجاموس
في البقر ، ويقولون انه نوع
منه ، ثم عدت تعد الانواع
خمس ، وتجعل النوع يقابل
جنسه ، وبالجمله قد تبين
بطلان تخمين الانواع ، وعد
الجاموس نوعاً براسه ثم لا يخفى
على كل ذي حجب ما لم يكن
اغلظ طبعاً من الجواميس ، ما بين
البقر والجاموس من البون
البين صورةً ومعنى ، يباث الوضع
الوضع ، والطبع الطبع ، واللحم
اللحم ، واللبن اللبن ، والطعم الطعم ،
والحمل الحمل ، والمزاج المزاج ، والآثار
الآثار ، والافعال الافعال ، والخواص الخواص
حتى حكم القياس انها نوعان متباينان ، وان
الجواميس لا تجوز التضحية بها ، وانما الاجزاء
حكم الاستحسان ، قال في الخلاصة ثم الاتقاني
في شرح الهداية والجلبي في تكملة لسان
الحكام الجاموس يجوز في الضحايا

تذیر شبہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ، کیونکہ انھوں نے
خود ہی رد المحتار کی عبارت ”البقر بنوعیہ“ اور
مفاتیح الجنان کا حوالہ ان الجاموس داخل فی
البقر (بھینس گائے میں شامل ہے) اور
اشعۃ اللغات سے ”جاموس نوع از بقر“
(بھینس گائے کی ایک قسم ہے) نقل کیا ہے۔
حیرت ہوتی ہے کہ اس کے باوجود کس طرح
مجیب نے قربانی کے جانور کی پانچ قسمیں کیں اور
بھینس کو الگ ایک نوع قرار دیا ، پس واضح ہوا
کہ پانچ نوع قرار دینا غلط ، اور بھڑک چھٹی قرار
دے کر اس سے انکار کرنا غلط درغلط ہے۔

ایک بات یہ بھی قابل غور ہے کہ گائے اور
بھینس میں صورت اور معنی بناوٹ ، طبیعت ،
گوشت اور دودھ ، مزے اور اعمال و آثار میں
تباہین ظاہری ہے جس کے پیش نظر عقل کا فیصلہ
یہی ہے کہ ان دونوں میں تباہین نوعی ہے ، اور
بھینس کی قربانی نہ ہونا چاہئے مگر جائز ہے ، تو
یہ ایک خلاف قیاس حکم ہے۔

خلاصہ اتفاقی جلبي میں ”بھینس کی قربانی
استحساناً جائز ہے۔“

فاضل عبدالحی نکھنوی کی شرح مختصر وقایہ میں

والهدایا استحساناً آھ وفي شرح مختصر الوقایة
للفاضل عبد العلی الجاموس کالبقرة لانه
نوع منها، فی الروضة هذا استحسان و
القیاس انه لا یجوز آھ، وتغایرهما فی العرف
ظاهر، ولذا وحلف لایاکل لحم
البقر لم یحنت باکل لحم الجاموس
كما فی نزکوة الهدایة، ولا بعکسه،
كما فی ایمان الخانیة، وما ذایعنی
مجرد الوفاق فی عدد الاعضاء مع الخلاف
فی جسم مامر، فان ذلك حاصل
فی الخیل والعیر ایضاً مع انهما نوعان
متباینان قطعاً عرفاً وشرعاً، بل لك ان
تقول لا وفاق فی العدد ایضاً، فان لبقر
جلد امتد لیا من مبدأ حلقته الی
منحرة، ولس ذلك للجاموس،
والشعر یعم بدن البقر ولس
علی جسم الجاموس الا شذر مزر،
فاذا استحسنوا مع کل ذلك ان
الجوامیس لیست الا من نوع البقر،
كانت ضمیمة الھند احق بان
تعد من نوع اضواء العرب
فانھما لا خلت بینھما فی شئ

ہے؟ بھینس گائے کی طرح ہے یہ اسی کی ایک نوع ہے۔
روضہ میں ہے، اس کی قربانی استھاناً جائز
ہے، قیاس میں تو جائز نہ ہونا چاہئے۔

عرف کے اعتبار سے گائے اور بھینس کا تغایر
ظاہر ہے، اسی لئے اگر کوئی قسم کھائے کہ گائے کا
گوشت نہیں کھائے گا، تو بھینس کا گوشت
کھانے سے حانت نہ ہوگا۔ یہ مسئلہ ہدایہ کتاب الزکوة
میں ہے، اور خانیہ میں ہے بھینس کی قسم کھائی
تو گائے کا گوشت کھانے سے حانت نہ ہوگا۔
اور اگر خالی اعضاء کی تعداد میں موافقت کی وجہ
سے گائے اور بھینس کے ایک نوع ہونے کا خیال
کیا جائے تو گورے گدھے میں اس سے زیادہ یکسبت
ہے حالانکہ وہ دونوں عرفاً اور شرعاً ہر لحاظ سے
دو متباین نوعیں ہیں۔ اور تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ
گائے اور بھینس میں اعضاء کی تعداد میں بھی موافقت
نہیں ہے، کیونکہ گائے کی گردن میں فاضل کھال
لٹکتی ہے، جو بھینس میں نہیں ہوتی، اور گائے کے
جسم پر گھنا بال پورے بدن پر اگا رہتا ہے، اور
بھینس کے جسم پر چند قلیل بال ہوتے ہیں، پس
جب ان سارے اختلافات کے باوجود استحسان
میں گائے اور بھینس کے ایک جنس ہونے، تو دہ
اور بھیر کے ایک جنس ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے

کیونکہ ان میں تو مذکورہ بالا اوصاف میں سے کسی میں اختلاف نہیں، اگر ایک رنگ کے دنبہ اور بھیر کو آگے سے دیکھئے تو فیصلہ مشکل ہوگا کہ کون بھیر ہے اور کون دنبہ ہے، ہاں صرف یہ بات ہے کہ دنبہ کی دُم چوڑی اور چھوٹی ہوتی ہے اور بھیر کی دُم لمبی اور بالدار ہوتی ہے، لیکن یہ کوئی بات نہیں، اس سے بڑے بڑے اختلافات ایک نوع کے افراد میں اختلافِ آب و ہوا کی وجہ سے پائے جاتے ہیں اور ان کا لحاظ کر کے کوئی اختلاف نوع کا حکم نہیں لگاتا۔

مثلاً (۱) آدمیوں میں حبشیوں کا ہرنٹ نہایت موٹا ہوتا ہے (۲) ترکیوں کی آنکھیں چھوٹی ہوتی ہیں (۳) چینیوں کی ناک چھٹی ہوتی ہے (۴) اور بعض وحشی ترکیوں کی دُم کی ہڈی پر دُم ہی کی طرح ایک بالشت تک لمبا گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے (۵) عام عورتوں کی شرمگاہ میں جو پارہ گوشت ابھرا ہوا ہوتا ہے مراکشی عورتوں میں حلقہ نہیں ہوتا (۶) ایسا بھی تو ہوتا ہے کہ آدمی کے کبھی چھانگی ہو جاتی ہے، چنانچہ فقہار کا جزیہ ہے اگر کسی آدمی کے دو دو ہاتھ ہوں یا دو دو پاؤں، یا ایک ہاتھ میں دو ہتھیلیاں، تو کیا وضو میں دونوں کا دھونا واجب ہے؟ یہ مسئلہ بحر، نہر، درر اور ہندیہ میں مصرح ہے (۷) میں نے بعض شہر میں اونٹ دیکھے ہلکے پھلکے، لمبے بال والے، جن کے پشت پر دو دو گاہیں تھیں جن کے پیچ میں ایک

مساو صفنا، حتی لو ان ضائیت منہما متشابہی اللون، والمجثة نظرهما ناظر من قدام لم یکد یمیز بینہما کضائیت كذلك من ارض واحدة، نعم الالیة من احدہما عریضة قصیرة ومن الاخری ضئيلة طویلة، ومثل هذا الخلف بل اکثر منه کثیرا ما یوجد فی افراد نوع واحد باختلاف الاراضی واختلاف المادة وغیر ذلك۔

الاتری الی غلط شفاه الحبش، وصفر عیوت الترق، فطس انوف الصین، ولبعض من اتراک الوحوش علی عصصہ لحمۃ خرائدة قدر شبر یشبہ الذنب، والرمۃ الناتیة بین الشفرین لا توجد خلقة فی نساء المغرب، وربما یکون لافسان ستة اصابع، وذكر الفقهاء ما اذا کان للمرأة یدان فی ید، اورجلان فی رجل، اوکفان فی کف، هل یجب غسلہما فی الوضوء، کما فی البحر، والنهر، والدار والہندیة وغیرہا۔ ولقد سأیت لبعض البلاد جمالا جمیلة المنظر، لطاف الجسم، صغار الحجم،

آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی (۸) امام قرظینی نے عجائب
المخلوقات میں، اور میری نے حیوة المیوان میں تحریر کیا
ہندوستان کے بعض دیہاتے ہیں جن کے سینے پر
چمکتی ہوتی ہے اور دونوں مونڈھوں پر دو چمکتی اور
رانوں پر دو چمکتی اور دُم پر ایک چمکتی ہوتی ہے جو اتنی
بڑی ہوتی ہے کہ لکڑی کی چھوٹی گاڑی پر وہ چسکتی
رکھ دی جاتی ہے اور گاڑی دہبہ کے سینہ سے باندھ
دی جاتی ہے جسے وہ کھینچتا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا سارے اختلافات جو اعضاء
کی کمی بیشی میں واقع ہوئے، چر جائیکہ
ان کے بڑے اور چھوٹے ہونے کا اختلاف،
تو کیا کوئی عاقل اس کی وجہ سے جانوروں
کی نوع میں اختلاف ہونے کی بات کرے گا
اور کہے گا کہ یہ دو کو بان والے اونٹ، اونٹ
ہی نہیں، نہ ان کی متد بانی ہو سکتی ہے
نہ یہ سائہ جانوروں میں شمار ہوں گے نہ ان
پر زکوٰۃ ہوگی۔

طوال الوبر، لكل منها على ظهره سنامان
رفيعان، بينهما مجلس الراكب يكونان
له كعودى الرجل، وقد قال العلامة
القرظيني في عجائب الموجودات، ثم
الامام الداميري في حيوة الميوان
انه يجلب من الهند نوع من الضأن
على صدره الية، وعلى كتفه اليتان
وعلى فخذه اليتان، وعلى ذنبه
الية وربما تكبر الية الضأن حتى تمنعه
من المشي، زاد القرظيني فيتحدا ليلتها
عجلة توضع عليها وتشد الى صدرها
فيمشي الضأن وتجر العجلة والالية
عليها اه فهذه اختلافات في الاعضاء
باصل الوجود، والعدم، فضلا عن الصغر،
والكبر، والطول، والقصر، فهل يجوز
لعاقل ان يحكم لذلك باختلاف النوع،
وان احد من صنفي الابل ذات كوميث و
ذات كوم، مثلاً ليس من نوع الابل،
لا تجوز التضحية به، ولا تجب الزکوٰۃ
في سائمتہ۔

تنبیہ: ہنرم تو ضیع مزید | عربی و عجمی اہل تفسیر و
حدیث، اہل فقہ و لغت اس بات پر متفق ہیں کہ
بکری کی دو قسمیں ہیں، ضان اور معز، جس کی

السابع اطلق اهل التفسير والحديث
والفقه واللغة من العرب والعجم
ان الغنم نوعان، ضان ومعز،

مصطفیٰ البابی مصر ۶۳۲/۱

ص ۲۴۹

له حياة الميوان باب الضاد المجرمة (الضان)

عجائب المخلوقات وغرائب الموجودات (الضان)

تعبیر فارسی میں میث اور بُز سے کی جاتی ہے، اور دونوں میں ایسا اختلاف ہے کہ جو معز ہے ضان نہیں، اور جو ضان ہے معز نہیں۔ حوالے،

• ضائن ماعز کے خلاف، اور اس کی جمع ضان ہے (علامہ خفاجی حاشیہ بیضاوی)

• ضوائن اون والی، ضائنہ کی جمع، یہ بکری کی ایک قسم خلاف ماعز ہے (مجمع بحار الانوار)

• ضائن معز کے خلاف غنم میں سے۔ (مرقات)

• غنم اسم جنس ہے، یہ ضان و معز مذکر و مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے، اور ضان اور معز میں اختلاف ہے (شرح کنز علامہ مسکین)

• معز، ضان کے خلاف ہے، غنم کی ہی ایک قسم ہے (قاموس)

• ضائن، بکریوں میں معز کے خلاف، اور جمع ضان محاورہ ہے، اپنے ضانوں کو ماعز سے الگ کرو۔ (قاموس)

• ضائن ماعز کا ضد ہے، اور جمع ضان اور معز ہے (مختار الصحاح رازی)

میش و بُز، وان الضان و میث
 خلاف المعز و بُز، والمعز و بُز
 خلاف الضان و میث، قال
 العلامة الخفاجی فی عنایة القاضی و
 کفایة الراضی حاشیہ علی تفسیر البیضاوی
 الضائن خلاف الماعز، وجمعه ضان^۱،
 وقال فی مجمع بحار الانوار ضوائن
 ذات صوف عجاف هو جمع ضائنة، وھی
 الشاة من الغنم خلاف المعز^۲ وقال فی المرات
 الضان خلاف المعز من الغنم^۳ وقال العلامة
 مسکین فی شرح الكنز الغنم اسم یطلق علی
 الذکر والانثی، من الضان والمعز، والضان
 خلاف المعز^۴ وقال فی القاموس المعز هو خلا
 الضان من الغنم^۵ وفيه الضائن خلاف الماعز
 من الغنم، جمع ضائن اضئ ضائنك اعز لها
 من المعز^۶، وفی مختار الصحاح للعلامة
 الرازی الضائن ضد الماعز، و
 والجمع الضائن والمعز^۷،

۳۵۹/د	دار صادر بیروت	تحت آیت ۸۰/۶	لہ عنایة القاضی حاشیہ علی البیضاوی
۳۸۲/۳	مکتبہ دارالایمان المدینۃ المنورہ	ضائن	لہ مجمع بحار الانوار باب الضاد مع الهمزة
۵۶۱/۳	المکتبۃ الجبیبیہ کونست	الفصل الاول	لہ مرقات الفاتح کتاب الصلوٰۃ باب فی الاضیحة
۳۸۱/۳	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	ایضیحة	لہ شرح الكنز لمسکین مع فتح المعین کتاب الاضیحة
۱۹۹/۲	مصطفیٰ البابی مصر	فصل المیم (المعز)	لہ القاموس المحیط باب الزار فصل المیم (المعز)
۲۲۲/۲	"	باب النون	لہ باب النون فضل الضاد (الضائن)
ص ۳۷۶	مؤسسة علوم القرآن بیروت	تحت لفظ ضائن	لہ مختار الصحاح

• معز بکریوں میں ضان کا ضد ہے۔ (مختار الصحاح رازی)

• ذخیرہ عجبے اور صراح کی عبارتیں اور گزریں۔

• گو سفند معنی میں میٹھ کے، جو بڑ کا مقابل ہے جیسا کہ معز عربی میں ضان کا مقابل ہے۔ (غیاث اللغات بحوالہ مجیب)

• جس حیوان کو عرب ضان کہتے ہیں فارسی میں میٹھ کہتے ہیں (تقریر مجیب)

• غنم کی دو قسم ہے، معز کہ اس کو بڑ کہتے ہیں، اور ضان کہ اس کو میٹھ کہتے ہیں (شیخ محقق بحوالہ مجیب)

• بکری اپنی دونوں نوعوں کے ساتھ۔ (شامی بحوالہ مجیب)

تو ایک طرح اجماع ہو گیا کہ غنم صرف دونوں میں منحصر ہے، جو غنم معز نہیں وہ ضان ہے، اور جو ضان نہیں وہ معز ہے، تو لامحالہ معز کو بھی ضان یا معز کسی میں داخل ماننا پڑے گا، اور اگر کچھ شبہ ہو تو اتنا تو قطعی ہے کہ یہ بہیمۃ الانعام میں داخل ہے اور بہ اتفاق علماء انعام کی صرف چار قسمیں ہیں۔

اس امر کی تصریح امام بغوی نے معالم میں اور

وفيد المعز من الغنم ضد الضان ^ل و تقدمت
أنفا عبارات ذخيرة العقبي والصراح، و
انت المحتج بقول الغياث ^ل گو سفند معنی میٹھ
مقابل بڑ چنانکہ معز در عربی مقابل ضان است ^ل
وحديث عليه بقولك ازيں عبارت صاف معلوم
می شود کہ آن حیوان کہ عرب آن را ضان گویند فرس
آن را میٹھ گویند، و آنچه عرب آن را معز گویند
فرس بڑ گویند، و نقلت عن الشيخ المحقق
قدس سره غنم دو صنعت است معز کہ
آن را بڑ گویند و ضان کہ آن را میٹھ خوانند
و ایدتہ بقول الشامی الشاة
بنوعیه ^ل، فكانت اجماعا
على ان ماكان من الغنم
خارجا عن الضان و میٹھ
فهو داخل في المعز و بڑ و ماكان منها خارجا عن
المعز و بڑ، فهو داخل في الضان و میٹھ،
وقد بينا ان حيوانا هذا من الغنم، وان
ستربك فيه فلن يستبين احد ممن لد قسط
من العقل، انه من بهيمة الانعام، ثم لعلك
تزهو بنفسك ان تدعى كونه ابلا او بقرا، فاما

مؤسسه علوم القرآن بیروت ص ۶۲۰

ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۴۳۱

الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۶۰۸/۱

دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۰۴/۵

لے مختار الصحاح تحت لفظ (المعز)

لے غیاث اللغات فصل کاف فارسی مع داؤ

لے اشعة المعات کتاب السلوة باب الانجیة

لے رد المحتار کتاب الاضحية

رازی نے مفتاح میں، رومی نے ارشاد میں، ملا علی قاری نے مسلک المتقسط میں، اور فاضل طاہر نے مجمع البحار میں کی ہے، اور ان کے علاوہ نے دوسری کتابوں میں کی ہے۔

اور آپ اس کو گائے یا اونٹ میں شامل کرنے کی جرأت کر ہی نہیں سکتے، لامحالہ یہ ضابطہ میں ہی شامل ہوگا، معز یا بکری تو ہوگا نہیں، اس کے اون ہوتا ہے اور معز کے اون نہیں ہوتا، کیونکہ آپ کا یہ خود کا اعتراف ہے کہ یہ اون والی ہے، تو دیکھئے آپ ہی کی دلیل نے آپ کا کیسا رد کیا، اور صاف ظاہر ہو گیا کہ چلتی ماہر الاتیاز نہیں، ورنہ بھیڑ کو معز میں داخل کرنا ہوگا، اور آپ اس کو دونوں ہی سے خارج کرنے پر تلے ہوئے تھے، اور اسی سے آپ کے دعویٰ کا رد بھی ہو گیا کہ یہ قربانی کا جانور نہیں۔

ان يكون من المعز او من الضان، اذا لانعام منحصرة في الاربع بتصریح العلماء كافة، كما نص الامام البغوی في المعالم، والامام الرازی في المفتاح، والعلامة الرومی في ارشاد العقل والمولى القارى في المسلك المتقسط، و الفاضل طاہر في مجمع البحار وغيرهم في غيرها، لكن الاول باطل اذا المعز ذات شعر، وهذا باعترافك ذات صوف، والمعز بُز و بکری و هذا ليس بها عند احد من الصبيان، فضلا عن علماء اللسان، فتعين ان يكون من الضان فانظر الى حججك كيف كرت عليك بالحجاج، فان الضان ومیش لو كان مختصة عند العرب والعجم بماله الية وهذا الالیه له بزعمك توجب ان يكون خارجا منها، فوجب ان يكون داخلا في المعز و بُز، وقد قفیت على نفسك انه ليس منها، فبطل المخصار الغنم في نوعين، وقد كنت بهجت به نقلا واستنادا، وتعويدا واعتمادا، ثم بطلانه يقتضى بطلان دعوايك، فان مدار التضحية على النعمية دون خصوص الالیه و الضانیه۔

الناس كل ماشق، و رقق، و ظن ان قد دقت من كون میث حقیقة في كذا و مجازا في كذا و مشترك بينهما الخ انما هو على نزع

تنبیہ ہشتم حقیقت و مجاز اس پر مجیب کی اس قسم والی تدقیق کا جواب کہ ساری تنقیحات کہ میث ذات الیہ میں حقیقت ہو گا یا مجاز یا مشترک، سب کا مبنی یہ تھا کہ چلتی کو میث کی حقیقت،

ان ماله اليه مغاير بالنوع لما ليست له
 الية بالبعث الذي توهم فظن ادخالهما
 جميعا يؤدى الى التثليث ولم يدرك انه
 هو الواقع فيه لما بيننا ان هذا الحيوان
 من الانعام قطعاً واذ ليس من البدن
 فمن الغنم فلو كانت نوعاً مغايراً لذوات
 الالات لوجب التثليث۔

التاسعة احسنت اذا ايقنت ان التفسير
 بالاعم انما يجوز حيث يقصد التمييز
 عن بعض الاغيار ولكن دعواك ان ههنا
 كذلك فمفسروا الضان بعين انما قصدوا
 الميز عن البعض، كلمة انت قائلها
 لا برهان لك عليها بل الحجة ناطقة
 بخلافها حيث كان المحل لبيان حكم
 لا يعد والضان كجواز الجذع كما في عبارة
 الشيخ المحقق رحمه الله تعالى في اشعة
 اللغات وغيرها۔

العاشرة انما الخطاب بلغة العرب،
 فما لم يثبت النقل فالاحتجاج باللغة
 تام قطعاً، ولا يدفع بالاحتمال بناء
 على ان اهل الشرع قد يصطلحون
 على معنى آخر، بذلك استدلال الامام
 المحقق على الاطلاق محمد بن الرهام

میں بنیادی دخل ہے، اور جب یہ معلوم ہو گیا کہ یہ
 بنیادی غلط ہے، تو یہ تدقیقات بھی بے حقیقت
 ہو گئیں، اور انہیں پر مبنی یہ حکم بھی کہ غنم کی دو ہی قسم
 نہ رہیں گی، بھڑکے بعد اس کی تین قسمیں بنیں گی۔

تنبیہ ہم ذات الصوف | یہ بات بلاشبہ صحیح ہے کہ
 تعریف بالاعم نہیں | کبھی کبھی تعریف و تفسیر
 لفظ اعم سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ عجیب نے دعویٰ
 کیا ہے، لیکن یہ بات کہ لفظ ضان کی تفسیر میں
 ہمیشہ کا ذکر بھی یونہی ہے، بے حقیقت بات ہے،
 بلکہ شہادت اس کے خلاف ہے، کیونکہ یہ تفسیر ایک
 ایسے حکم کے بیان کے سلسلہ میں ہے جو ضان کے
 ساتھ خاص ہے، جیسے صاحب اشعة اللغات کا
 یہ کہنا کہ ضان کا چھ ماہہ بچہ بھی جائز ہے۔

تنبیہ دہم در بارہ | نیز یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کہ
 لغت فقہار و ادباء | اعتبار فقہار کی لغت کا ہے
 نہ کہ ادیبوں کی لغت کا۔ جب خطاب زبان عرب
 میں ہے، تو جب تک منقول ہونے کا ثبوت
 نہ ہو ضروری ہے کہ لغوی معنی ہی مراد ہوں، اس
 کی تائید ابن ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس

على تحريم البنت من الزنا ، قال في الفتح
لأنها بنته لغة والخطاب إنما هو باللغة
العربية ما لم يثبت نقل ، وتبعه
عليه البحر في البحر ، والشامى في رد المحتار
وغيرهما من العلماء الكبار ، وهذا إذا لم
يظهر منهم الوفاق ، فكيف وقد ثبتت موافقتهم
عليه كما مر ، ويأتى بتوفيق الله تعالى .

الحادي عشر تضافرت كلمات علماء التفسير، والحديث، والفقه، واللغة وغيرها على البيهقي الضان والمعز بالصوف والشعر، قال الامام محي السنة البغوي في معالم التنزيل الضان النعاج وهي ذوات الصوف من الغنم،

والمعزذات _____
 الشعر من الغنم ^{الله} مختصراً وقال الامام
 الرازي في تفسير الكبير الضان ذوات الصوف
 من الغنم ، والمعزذات الشعر من الغنم ^{الله}
 ملخصاً وفي المصباح المنير و
 حيوة الحيوان وغيرها الضان
 ذوات الصوف من الغنم ^{الله} ، و

فرمان سے ہوتی ہے کہ ”لغة زنا سے پیدا ہونی والی لڑکی کو بخت ہی کہا جاتا ہے، اس لئے قرآن کے فرمان و بتنا شکھ میں یہ بھی داخل ہوگی، اور زانی کا نکاح ایسی لڑکی سے حرام ہوگا۔ (امام ابن ہمام، بحر، شامی)

تفسیر باز و سہم تفسیر | یہ امر بھی قابل غور ہے کہ علماء
بالاعلم کی حقیقت تفسیر و حدیث اور فقہ و لغت
کی بڑی تعداد نے خان اور معز کی تفریق میں
صوف اور بال کا لفظ استعمال فرمایا ہے تو تفسیر
بالاعلم وغیرہ کی تاویل ان کے کلام میں نہیں کرنی چاہئے
بلکہ ان قلیل التعداد علماء کے کلام میں جو ایک لفظ
خاص ”ذات الیة“ (چلتی والی) سے تعبیر
کرتے ہیں۔ حوالہ :

• لغوی معالم التنزیل: "ضأن ونعجہ، نرود مادہ
اون والی بکری کو کہتے ہیں اور بال والی کو معزہ۔"
• امام رازی تفسیر کبیر: "اون والی بکری ضأن ہے
اور بال والی معزہ۔"
• مصباح المنیر و حیوۃ الجنان: "بکری کی اُون

١١٨/٣	له فتح القدير كتاب النكاح فصل في بيان المحرمات مكتبة نورية رضوية سكر
١٩٢/٢	له معالم التنزيل على هامش تفسير الخازن تحت آية ١٣٣/٦ مصطفى البابی مصر
٢١٩/١٣	له مفاتيح الغيب (التفسير الكبير) " " المطبعة البهية المصرية مصر
١٢٢	له المصباح المنير الضام مع الواو الضان مصطفى البابی مصر

فی شرح النقایۃ ، ثم الطحطاوی ، و رد المحتار الضمان ما کان من ذوات الصوف والمعز من ذوات الشعر ، وبہ فرق بینہما فی البحر الرائق وغنیۃ ذوی الاحکام ، وفتح اللہ المعین جمیعاً عن معراج الدرایۃ ، والیہ یشیر حدیث الامام احمد ، وابن حلیۃ ، والحاکم ، وقال صحیح الاسناد عن زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا رسول اللہ ما ہذا الاضاحی ، قال سنۃ ابیکم ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام ، قالوا فما فیہا یا رسول اللہ ، قال بكل شعرة حسنة ، قالوا فالصوف یا رسول اللہ ، قال بكل شعرة من الصوف حسنة ، قال فی المرقاۃ لما کان الشعر ، کناۃ عن المعز ، کنوا عن الضمان بالصوف الخ والیہ مال النصوص التسعة المذكورة فی التنبیہ السابع ، عن العناۃ ، والمجمع ، والمرقاۃ ، وشرح الکنز ، وذخیرۃ العقبۃ ، والقاموس ، والصراح ، ومختار الصحاح ،

والی قسم ضامن کلماتی ہے :

• طحاوی شرح نقایہ ، رد المحتار ، ضمان اذن والی اور معز بال والی ۔

• بحر الرائق ، غنیۃ ذوی الاحکام ، فتح اللہ المعین عن معراج الدرایۃ (ایضاً)

• حدیث امام احمد بن حنبل ، ابن ماجہ کا اشارہ یہی ہے ” زید بن ارقم کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا ، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایہ قربانیاں کیا ہیں ؟ فرمایا ، تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ۔ پوچھا : ہم کو کیا ملے گا ؟ فرمایا : اس کے ہر بال کے برابر نیکی ۔ لوگوں نے عرض کیا : اُون کے بارے میں کیا ارشاد ہے ؟ فرمایا : اس کے بھی ہر بال کے برابر نیکی ملے گی ۔“

• مرقاۃ میں ہے : ” حدیث شریف میں بال سے اشارہ بکری کی طرف تھا ، تو لوگوں نے صوف کہہ کر ضمان کے بارے میں پوچھ لیا ۔“

ساتویں تنبیہ میں عنایہ ، مجمع ، مرقاۃ ، شرح کنز ، ذخیرہ عقبی ، قاموس ، صراح ، مختار الصحاح ،

۳۰۶/۱	کتبہ اسلامیہ مکتبہ قاموس ایران	جامع الرموز	کتاب الزکوۃ
۱۹/۴	دار احیاء التراث العربی بیروت	رد المحتار	باب زکوۃ الغنم
۳۶۸/۴	المکتب الاسلامی بیروت	مسند احمد بن حنبل	حدیث زید بن ارقم رضی اللہ عنہ
۲۳۳ ص	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	سنن ابن ماجہ	الباب الاضاحی
۵۷۸/۳	المکتبۃ حبیبیہ کوئٹہ	مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح	کتاب الصلوۃ باب فی الاضحیۃ

غیاث اللغات کی عبارتوں کا مفاد بھی یہی ہے، کیونکہ
ضمان اور معزز کے علاوہ کوئی اور نوع ہوتی جس کی وجہ
انتیاز چلتی ہو تو ضمان اور معزز میں جنس غنم کا انحصار
باطل ہوا جاتا ہے۔

یہ ۲۱ نصوص ہیں، اور جو مذکور نہ ہوئے اس سے
بہت زیادہ ہیں، سب اس بات کا فیصلہ کر رہے
ہیں کہ ضمان اور معزز میں فرق اون سے ہے چلتی سے
نہیں، اس طرح عجیب نے لاطینی میں ہی سہی، یہ
اعتراف کر لیا کہ بھیڑ ضمان میں شامل ہے، آگے
علی الاعلان اعتراف کرنا پڑے گا، عام سے تفسیر
ماننے میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ متقدمین نے
اسے صرف مباح مانا ہے، ایسی تعریف عمدہ نہیں
ہے۔ میر سید شریف رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مواقف
میں فرمایا،

”متأخرین نے تعریف میں مساوات کی شرط
لگائی، اور متقدمین نے کہا کہ جو تمام مشارکات سے
تمیز دے دے وہ دیم تام ہے، اور جو بعض سے
تمیز کرے دیم ناقص ہے، اور تعریف تبھی
عمدہ ہے کہ مساوی سے ہو کہ انتیاز کامل حاصل ہو۔“
اور حسن چلی نے بھی حاشیہ تلویح میں فرمایا،
تعریف کی عندگی کے لئے مساوات شرط ضروری
ہے۔“

وغیائک الذی استغثت به من تفسیر
الضمان بما یخالف المعزز بالعکس، اذ لو کان
الفصل بينهما بشیء اخص من الصوف لم یکن
کل ما لیس بضمان معزاً ولا بالعکس بقاء مادة
تفارق الصوف من ذلك الاخص خارجاً منها
جميعاً عدم الضمان لعد ما الاخص وعدم
المعزیه لوجود الصوف، فهذه احد وعشرون
نصوصاً، سبعة اضعاف ما جئت به، کلها قاضیه
بهذه التفسیر، ولعل ما ترکنا اکثر مما سردنا
وقد اعترف الرجل وان لم یعرف فسیقضى
العیان ان هذا الحیوان من ذوات الصوف
فهو من خصوص الضمان فضلاً عن عموم الغنم
او الانعام، والتعریف بالاعم وان جاز عند الاول
فلیس بجید، بالاجماع، قال المولی المحقق السید
الشریف قدس سرہ الشریف فی شرح المواقف
اعلم ان اشتراط المساواة فی الصدق مما ذهب
الیہ المتأخرون، واما المتقدمون فقلوا الرسم
منه تام یمیز عن کل ما یغایر منه وناقض یمیز
عن بعض، وصرحوا بان المساواة شرط لوجود
الرسم، کیلا یتناول ما لیس من الرسم، ولا یخلو
عاهومنه امر مختصراً، وقال العلامة حسن چلی فی
حاشیة التلویح لاختلاف فی اشتراط المساواة لجنۃ التعریف۔

اخوان فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کا محتمل اور جائز ہونا اور بات ہے، اور اس کا محمول اور مراد ہونا اور بات ہے۔

پس ثابت ہوا کہ قبادر سے پھر نے اور محتمل پر کلام حل کرنے کے لئے واضح قرینہ ضروری ہے۔

اخوان ای ہما مترادفان، ویدل علی ذلک انه قال فی الفائق والحمد هو المدح والوصف بالجلیل الخ فقد استدل بتفسیر اللغة علی الترادف مع انه مصوب لجواز التفسیر بالاعم كما سیأتی، وبالجملة فجواز شیء شیء وجواز الحمل علیہ شیء آخر، فقد يجوز شیء فی نفسه ولا يجوز حمل الکلام علیہ لکونه خلاف الظاهر فلا عدول عنه الابدلیل تراہر۔

الثالث عشر الحق عندی ان التفسیر بالاعم انما يجوز ان جائز حیث وضح المقاد وقامت القیمة علی السداد، والا فلا قطعاً لغرق التعلیل، لما فیہ صح من التبلیس، والتخلیط، وطریقة اهل اللغة معروفة، انهم اذا نكرو عرفوا واذا عرفوا نكرو واذا قيل أحد جبل وسعدانة نبت، لم يفهم منه الا انه جبل معین و نبت مخصوص ولئن قال ان أحد الجبل وسعدانة النبت لكان مخطئاً قطعاً، وان كان لم يرتكب الا تفسیراً بالاعم، کیف وانه افهم ان احد ايراد الجبل، والسعدانة النبت وهذا ان كان خفياً علی غبی، فلیس یخفی علی ذکی، و اذا كان هذا فی اللغة، فما ظنک بالشرعیة

تنبیہ سیزدہم توضیح مزید | اور جو سچ پوچھو تو ہمارے نزدیک اعم سے تفسیر اسی وقت جائز ہے جبکہ اس سے مراد خاص ہو، مثلاً اہل لغت کا یہ دستور ہے کہ نکرہ بول کر معرّفہ اور معرّفہ بول کر نکرہ مراد لیتے ہیں، اب انھوں نے کہا "أَحَدٌ جَبَلٌ" و "سَعْدَانَةٌ نَبْتٌ" تو اس کا ترجمہ ہوا "اُحد ایک خاص پہاڑ ہے" اور "سعدانة ایک خاص گھاس ہے" تو یہاں تعریف اُحد میں ایک عام لفظ جَبَلٌ بول کر بھی مراد خاص پہاڑ ہو، اور محاورہ نکرہ بول کر معرّفہ مراد لیا ہو۔ اس موقع پر کوئی جبل کے بجائے الجبل بولے تو خلاف محاورہ اور غلط ہوگا حالانکہ اس پہاڑے نے معرّفہ کی تعریف میں لفظ معرّفہ ہی استعمال کیا ہے، لیکن اس عبارت سے کوئی یہ نہ سمجھے گا

کہ اُحد اور الجبل میں تِراوٹ ہے، تو ہر اس میں یہی ہے کہ تعبیر اول میں محاورہ عام سے مراد خاص ہے اور ثانی میں خاص سے مراد عام ہے اور محاورے کا یہ فرق ہر صاحبِ فہم پر واضح ہے تو جب لغت کا یہ حال رہے کہ بولیں عام اور مراد لیں خاص، تو شریعتِ نغز آ رہی جس میں خاص کشتی کے احکام مخصوصہ کا بیان ہوتا ہے، عام بول کر عام ہی کس طرح مراد لیں گے؟ یہاں بغیر قرینہ کے تفسیر بالاعم غلط اور باطل ہوگی۔

دلیلِ تنویری | روزہ کا کفارہ قرآن مجید میں ایک گون آزاد کرنا آیا ہے، اگر اب کوئی شخص لفظ تحریرِ رقبہ کے معنی عام (زندہ کی قید و دور کرنا) مراد لے تو غلط ہوگا کیونکہ ترجمہ کی بنیاد پر بندھے آدمی کو کھولنا، عورت کو طلاق دینا، اور جانور کو چھوڑ دینا، سبھی مراد ہو سکتے ہیں، تو لازم آئے گا کہ یہ سب چیزیں روزہ کا کفارہ بنیں۔

یہیں سے علمائے محققین، فقہاء و محدثین کے اس طرزِ عمل کی وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ وہ عام طور سے تعلیقات میں قیودِ احترازی اور جمعیت و منعیت کا لحاظ کیوں نہیں کرتے، حالانکہ جو کچھ بیان کرتے ہیں اس کی مراد ایک جامع مانع محدود ہی ہوتا ہے — علامہ غزالی تمناشی سے ”شامی“ نے نقل کیا کہ،

حضرت علامہ نے الفاظ عامہ کو محلِ تفسیر میں بھی عام مراد لینے والوں کے خلاف فرمایا:

حيث المحل لبيان الاحكام الالهية الخاصة بالشئ، فان التفسير بالاعم ثم من ابين الا باطيل من دوت اقامة قرينة و ايتاء دليل. الاترى ان من عليه كفارة صوم، اذ سال ما تحرير رقبه، فزعم نزاعهم انه دفع قيد عن شئ حي، فقد اخطأ، وجعل سائله عرضة للخطأ فانه ان قنع بقوله فسيظن انه يجزى عنه اطلاق انسان، او طلاق نسوان، او تسبیب حيوان، و لذا ترى العلماء المحققين من الفقهاء والمحدثين لم يزالوا يؤخذون بتوك القيود، وبان شام في عكس، او ان خرام في طرد ياخذون على الحدود، ولقد احسن واحباد الملوك المحقق محمد بن عبد الله الغزالي في منح الغفار كما اشر عنه في رد المحتار اذ يقول في بيان شناعة الاطلاق في محل التقييد، ما نصه

”جو مقام تفسیر میں لفظ کے اطلاق کا سہارا لے کر احکام عامہ جاری کرے گا وہ بیشمار احکام کے فیصلہ میں قضاء اور افتاء غلطی کرے گا۔“

مثلاً ہم مسئلہ دائرہ میں ہی لے لیں، ضامن کی حتمی تفسیر میں ہیں، جیسے اون والی، جو معزز نہ ہو اور میس، یہ سب تعریفیں تعریف بالاعلم ہیں، اب کوئی اون والی تعریف کے الفاظ پر غور کر کے بھڑک کر دے، تو اس نے بقول عجیب غلط نہیں کیا، مگر آپ پڑھ آئے ہیں کہ انھوں نے ایسے تمام لوگوں کو جاہل اور جاہل گربنایا، یا مثلاً کسی نے اپنی عورت کے طلاق کو قربانی کرنے پر معلق کیا، اور بھڑک کر قربانی کر دی، تو ایک ایسا شخص جو کلمات علماء کے مفہوم مراد کو سمجھتا ہے، بھڑک کر قربانی کو قربانی قرار دے کر طلاق بائن واقع مانے گا، جبکہ عجیب صاحب عام کو عام رکھتے ہوئے بھی اس کو قربانی کے جانور سے نکال کر طلاق نہ واقع ہونے کا فتویٰ دیں گے، اب ان دونوں باتوں میں حقیقت امر سے قطع نظر جس کو پہلے صاحب حرام کہہ رہے ہیں، دوسرے صاحب حلال ہونے کا فتویٰ دے رہے ہیں، تو یہ سارے قبائح اسی تفسیر بالعام کا شاخسانہ ہیں، تو معلوم ہوا کہ یہ قول ہی غلط ہے۔

فیظن من یقف علی مسائلہ الاطلاق، فیجری حکم علی اطلاقہ، وهو مقید، فیرتکب الخطأ فی کثیر من الاحکام فی الافاء والقضاء، أم مثلاً فی مانحن فیہ ان کان تفسیر الضان بذات الصوف، وبخلاف المعز وبمیش کل ذلك تفسیر بالاعم، فمن وقف علی کلماتہم المتطافرة المتکاشرة المتوافرة فی ذلك،

فرما یجترئ فی التضحیۃ بذات صوف لیست من الضان فیأثم بترك الواجب والاصرار علیہ سنین متطاولة، کما هو حال عامة المسلمين بالديار الهندية عالسهم وجاهدہم عند هذا الرجل قد حکم علیہم بالضللال والاضلال فما اضلہم ان ضلوا الا الى هذه التفاسیر بالاعم، وان کان رجل علق ابانة عرسہ بالتضحیۃ، قضی بہذا ای حکم الواقف علی کلماتہم بوقوع البینونة، وہی لم تبین، فیحرم المحلل او بعد ما ففعل ذلك بحکم بعدم الوقوع، وہی قد بانت فیحلل المحرام الى غیر ذلك الشنائع العظام، ما هجمت تلك الامن تلقاً، ذلك التفسیر بالعام، فکیف یسوغ ان یحمل کلامہم علی مثل هذا

الایہدھان واین المبرھان ہاتوا برھانکم
ان کنتم صدقین۔

الربیع عشر مسألة التحديد ان كانت
تؤخذ من جهة التقليد ، كما يدل
عليه الاستنتاج لاهوري ، فاجلة ائمة
الدين وجرها بذمة النقاد المحققين مثل
الامام فخر الدين الرازي في شرح
الاشارات ، والامام صدر الشريعة
في التنقيح ، والعلامة القاضي عضد الدين
في المواقف ، والقاضي النحسري
ناصر الدين البيضاوي في طوابع الانوار ،
والعلامة سعد الدين التفتازاني في التمهيد
والفاضل قطب الدين الرازي في شرح
الشمسية ، والمحقق شمس الدين محمد
بن حمزة الفخاري في فصول البدائع في
اصول الشرائع وغيرهم من الاكابر
المصريحين بان المعروف لا بد له من
التساوي ، فلا يجوز التعريف بالاعم ، و
لا بالاخص ، احق بالاتباع ، وان شئت
نقلت لك نصوصهم ، ولا يخفى عليك ان
المسألة شهيرة دائرة ، وفي كتب الكلام و
الاصول والميزان سائرة ، فالاستاد الح
اللاهوري كيفما كان من ابعاد النجعة لاسيما
وكتابه في النحو ، وليست المسألة من
مسائل ذالنحو۔

تنبیہ چار دہم حد کے | تعریف کا مسئلہ اجتہادی
تقلیدی ہونے کی بحث | نہیں تقلیدی ہے ، مطلب
یہ کہ عام سے اگر تعریف جائز ہے تو بزور قیاس
اس کو دور نہیں کر سکتے ، جیسا کہ مجیب نے اس
مسئلہ میں فاضل لاهوری کی سند پکڑی ہے
ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ مسئلہ تقلیدی ہے لیکن
یہ بھی تو دیکھنا ہوگا کہ تقلید کن لوگوں کی کی جائے
اور جن کی تقلید کرتا ہے وہ کیا کہتے ہیں۔

تو امام رازی شرح اشارات میں، صد الشریعہ
تنقیح میں ، قاضی عضد الدین مواقف میں ، قاضی
بیضاوی طوابع الانوار میں ، تفتازانی تمہید میں ،
قطب رازی شرح شمسیہ میں ، امام فخاری اصول
بدائع میں ، وغیرہ اکابر علمائے اعلام تصریح فرماتے
ہیں کہ تعریف کے لئے تساوی ضروری ہے ،
نہ تو معرفت عام تعریف میں چلے نہ خاص ، تو ان
علماء کی بات مافی جائے کہ فاضل لاهوری کی ،
جبکہ ان کی کتاب فن نحو کی کتاب ہے ، اور یہ مسئلہ
علم نحو کا نہیں۔

والخاص^{۱۵} عشر الاول ان جو نوا
التعريف بالاعم، وهو الاقرب حيث
لا بعد، كما قدمت فقد جوزوا التعريف
بالاخص ايضا، والدليل الدليل فان عندهم
ليس من شريطة التفسير الا التمييز عن
بعض ما يغاير، وهو حاصل في الكل بل
قد يمكن ان يحصل بالمباين فالقصر
قصور، بل لك ان تقول ان من قبل
الاعم فهو للاخص اقبل، لانه يميز المعرف
عن كل ما عداه، كما هو ظاهر وقد
نص عليه المحسن چلی فی حواشی المواقف
وغیره فی غیرها، قال المحقق الشریف
فی شرحها اما المتقدمون فقد جوزوا
الرسم بالاعم والاخص، وايد بان المعرف
لابدان يفيد التمييز عن بعض الاغيار،
واما عن جميعها فليس شرطاً له، فالمساواة
شرط للمعرف التام دون غيره، حدا كان
اورسما^{۱۶} وكذلك ايداه ايضا في حواشيه على
شرح المطالع كما نقله چلی فیها،
وقال قدس سره في حواشيه على
شرح الشمسية الصواب ان المعتبر في المعرف
تمييزه عن بعض ما عداه، اما عت
الكل فلا، فالاعم والاخص يصلحان للتعريف^{۱۷}

۱۵ شرح المواقف المرصد السادس المقصد الثاني
۱۶ لوا مع الاسرار حاشیه علی شرح مطالع الانوار

تنبیه پانزدهم متقدمین کا مسلک | متقدمین نے
جس طرح اعم سے تعریف جائز رکھی (اور اس میں
کوئی بعد بھی نہیں، جیسا کہ ہم نے بھی بیان کیا)
انہوں نے اخص سے بھی تعریف کو جائز رکھا، اور
مباہن سے بھی امتیاز ہو جائے تو اس سے بھی تعریف
جائز ہوگی، کیونکہ ان کے یہاں جمیع ماعداء سے امتیاز
ضروری نہیں، بعض مشترکات سے بھی تمیز حاصل
ہو جائے تو تعریف جائز ہے۔

پس لفظ عام کی ہی کوئی خصوصیت نہیں رہی
اخص بلکہ مباہن سے بھی تعریف جائز ہوئی، بلکہ اخص
تو جمیع ماعداء سے ممتاز بھی کر دیتا ہے البتہ کچھ فرد کو
اپنے سے بھی خارج کر دیتا ہے۔

شہادتیں | متقدمین نے اعم اور اخص دونوں سے
تعریف جائز رکھی۔

دلیل یہ دی کہ تمام مشترکات سے تمیز وینا
مقصود نہیں، بعض اغیار سے تمیز بمقصد ہوتی ہے
البتہ معرفت تام کے لئے مساوی ہونا ضروری ہے،
اور یہ بات حد و رسم سب کے لئے عام ہے۔

(حاشیہ شرح مواقف میر سید شریف و شرح مطالع
حسن چلی)

• معرفت میں بعض ماعداء سے امتیاز مطلوب ہوتا ہے
تمام ماعداء سے نہیں، تو خاص اور عام دونوں تعریف
کی صلاحیت رکھتے ہیں (شرح تفسیر میر سید شریف)

مفشرات الشریف الرضی قم ایران ۲/ ۵۶

وكذلك صححه المولى العلامة بحر العلوم
 قدس سره في شرح السلم، فقال المتقدمون
 قالوا ان كان الغرض الامتياز عن كل ما عدا
 فلا يجوز الا المساوى والاخص، ان لم يكن
 الاعم ذاتياله، وان كان الغرض الامتياز
 عن بعض الاغيار، فيجوز بالاعم الاخص
 والمساوى، واما البين فان كان يورث
 الامتياز فلا حرج في التعريف به لكنه نادراً
 جداً، ووجه حقيقة هذا المذهب ظاهر
 فان الحاجة الى جميع الاقسام المذكورة
 ثابتة، فاسقاط البعض عن درجة الاعتبار
 غير لائق، الكلى مختصر. واذ اجاز الامران،
 فمن اين لك ان اطباق المترجمين قاطبة
 على التفسير بميش، وتفسير اكا بر العلماء
 من الفقهاء، والمفسرين، والمحدثين،
 واللغويين، بذات الصوف، اذ يخلاف المعز،
 هو الخارج من جادة المجددة، دون تفسير
 البعض لصاحبة الالية، وما يدريك لعل الثلثة
 الاول هي التفسير بالمساوى، وهذا تفسير
 بالاخص، ولم تكن بيدك علقه شبهة، تدعوك
 الى ما ادعيت الا لاغترار بهذا اللفظ فحسب،
 وقد شرد عنك وبرد لنا ما قد منا ونذ كر بعد، و
 لله الحمد من قبل ومن بعد.

• متقدمین کہہ کہ کل ماعداسے امتیاز مطلوب ہو، تو
 مساوی یا اخص کے سوا جبکہ عام اس کا ذاتی
 نہ ہو، کسی سے بھی تعریف جائز نہیں، اور اگر غرض
 بعض ماعداسے امتیاز ہو تو اعم و اخص اور مساوی
 سبھی سے جائز ہے، اور مبائن سے امتیاز ہو سکے
 تو اس سے بھی تعریف جائز ہے، لیکن ایک اور الوجہ
 بات ہے، اور اس مذہب کی حقانیت ظاہر ہے
 کیونکہ وقت و وقت سے ضرورت سارے ہی قسم
 کی پڑتی ہے، تو بعض کو ترجیح دینا اور بعض کو ترک کرنا
 غلط ہے۔ (شرح سلم بحر العلوم)

تو ثابت ہوا کہ عام کی کوئی تخصیص نہیں، خاص
 عام دونوں ہی سے تعریف ہو سکتی ہے، پس آپ
 کو یہ حق کب پہنچتا ہے کہ علمائے محققین، مفسرین
 محدثین کی ان تینوں تعریفوں کو (میش، اون دار،
 خلاف معز)، تو آپ ساقط الاعتبار گردانیں، اور
 بعض حضرات نے صاحب الیہ "تفسیر کر دی تو وہ
 قابل اعتبار ہو گئی، کیا ایسا ممکن نہیں کہ وہ تینوں
 تعریفیں مساوی کے ساتھ ہوں، اور چلتی والی
 تعریف تعریف بالاخص ہو، ہمارے اس نظریے
 کے خلاف خوش اعتمادی کے سوا اور کوئی دلیل نہیں
 تو مسلمہ یا نکلے ہمارے موافق ہو گیا۔

تنبیہ شانزدہم تعریف میں صرف شرح نقایہ کی
 مِنْ تَبْعِیْضِیۡہِ کِی تحقیق عبارت میں لفظ مِنْ
 آیا ہے، ماکان مِنْ ذَوَاتِ الصُّوْفِ (جو
 اون دار میں سے ہو) اس کو بعض کے معنی میں
 لے کر یہ سہارا پکڑنا کہ یہاں مراد تمام صوف والے
 نہیں بلکہ بعض صوف والے ہیں (یعنی دنبہ) غلط
 ہے، کیونکہ اس سے قبل ماکان ہے، جو
 استغراق کے لئے ہے، تو یہاں مِنْ جو
 تبعیض کے لئے آتی ہے کلی کے افراد پر فرداً فرداً
 دلالت کے لئے ہے، اور معنی یہ ہے کہ ضامن
 نام ہے اون والے جانور میں سے ہر ہر فرد کا، تو
 مِنْ کی تبعیض بھی سلامت رہی اور ماکان کا استغراق
 بھی۔

یہ ایسے ہی ہے کہ فلاسفہ نے انسان کی اوندھی سیّدی
 جو تعریف کی ہے، الانسان حیوانٌ ناطقٌ۔
 اس کی تعبیر کوئی یوں کرے، الانسان اسم
 لكل ماکان من اهل النطق (انسان ہر اس
 کا نام ہے جو نطق والوں میں سے ہو) تو کیا اس
 مثال میں کوئی یہ گمان کر سکتا ہے کہ ناطق انسان
 سے اعلم ہے۔

مجیب اگر خود اپنی عبارت پر غور کرے تو اپنے اس غلط استشہاد سے رجوع کرے، کیونکہ جب
 اس پر یہ اعتراض ہوا کہ علماء نے فارسی میں ضامن کو عیش کہا، اور یہی چیز اردو میں بھیڑ کہی جاتی ہے، لہذا
 بھیڑ ضامن میں داخل ہوئی، تو اس نے کہا اس تفسیر کا مطلب یہ ہے کہ ”ماکان من ذوات الصوف

السادس عشر استشهدك بمن
 التبعية ان تنشى، ففي عبارة شرح
 النقاية دون سائر عبارات التي نقلنا
 بعضها، ثم لاحجة لك فيها ايضا فان ما
 في قوله ماكان من ذوات الصوف
 للاستغراق والفردية تأتي بالبعضية، فمن
 في محلها قطعاً من دون دلالة على عموم
 الحد، والمعنى ان الضامن اسم كل فرد
 من ذوات الصوف، كان تقول على ما
 اشتهر ياقتضاء آثار الفلاسفة المبطلات
 ان الانسان اسم لكل من كان من اهل
 النطق، ايفهم منهم ان الناطق يعنى
 الانسان وغيره وانظر الى عبارة نفسك
 حيث نزلت عن ادعاء التفسير بالاعم و
 اتيت على تعبیر المساواة بين الضامن وذات
 الصوف على قول مخالفك۔ فقلت لو قبل
 ان غرضهم من تفسير الضامن بمیش ان الضامن
 ماكان من ذوات الصوف سواء كان له
 الية او لا، كما ان میش كذلك الخ۔ فاين
 ذهب عنك ههنا من التبعية۔

میش سواۓ کان لہ الیۃ اولاً“ (جو اون والی ہے میث ہے، اس کے چکتی ہو یا نہ ہو) دیکھے یہاں بھی مِنْ تبعیضیہ ہے، لیکن مجیب نے اس چکتی دار اور غیر چکتی دار دونوں میں عام مانا، یہاں مِنْ تبعیضیہ کا سہارا لے کر صوف دار کو ضان سے عام نہیں مانا۔ پس معلوم ہوا کہ ان تعریفوں میں مِنْ کا سہارا لینا بھی غلط ہے۔

السابع عشر استنادك بعموم حد المعز لا يغني عنك شيئاً، فان عموم قرين لا يدل على عموم صاحبه، وقد نص العلماء على ان الاستدلال بالقران في الذکر من افسد الدلائل، وايضاً ليس اسلوب الكلام فيه كمثله في الضان لعدم ما الاخر ادية هنا، وكان هذه هي نكتة التغير ان كان القهستاني لا يخص الشعر بالمعز، على انما رأينا العلماء يخصصون قال العلامة على القاري في المرقاة تحت حديث شريذ المذکور رضى الله تعالى عنه ان الشعر مختص بالمعز، حکما ان الوبر مختص بالابل، قال تعالى ومن اصوافها واوراسها واشعارها اثاثاً ومتاعاً الى حين ولكن قد يتوسع بالشعر فيعم احد وسيأتيك من كلام المفسرين ما يميل اليه ميلا ظاهراً، مع ان الكلام ههنا في الغنم فغيره خارج عن المقسم، فلم يكن في شيء

تنبیه ہفہم قران (علماء نے ضان کی تعریف فی اللفظ کی بحث میں ماکان من ذوات الصوف کہا (جس کے اون ہو) اور معز کی تعریف میں ماکان ذوات الشعر (جو بال والا ہو) کہا، اس سے ان لوگوں کی تائید ہوتی تھی جو بھیڑ کو ضان میں داخل مانتے ہیں کہ علماء نے ضانیت کا مدار اُون پر رکھا چکتی پر نہیں) اس کا جواب مجیب نے یہ دیا تھا کہ یہ تو جب ہو جب ہم یہ تسلیم کر لیں کہ مَالُہ صُوفُ کا لفظ ضان کے مساوی ہے، حالانکہ یہ لفظ یہاں بھی ضان سے اعم ہے، دلیل یہ ہے کہ اسی کے ساتھ مَالُہ شعر کہہ کے بکری کی تعریف کی گئی ہے، تو اگر اس تعریف میں بھی مدار بال پر رکھا جائے تو گائے اور بھینس بھی جو بالدار ہیں، بکری بھی شامل ہو جاتے ہیں، اس لئے حقیقت یہی ہے کہ اس مقام پر علماء نے ضان اور معز دونوں ہی کی تعریفیں لفظ عام سے فرمائی ہیں۔

مجیب کی یہ بات صحیح نہیں، کیونکہ اس جواب کا مدار اس قاعدے پر ہے کہ ”جو دو جملے لفظ میں

من التعریف بالاعلم - ساتھ ساتھ ہوں، ان دونوں کا حکم بھی ایک ہی

ہوتا ہے "جبھی تو مجیب یہ کہہ رہا ہے کہ معز کی تعریف "مَالَهُ شَعْرٌ" میں شَعْر عام ہے تو "مالہ صوف" میں صوف عام ہونا چاہئے، حالانکہ یہ استدلال ہی سرے سے فاسد اور غلط ہے۔

(الف) علماء اسلام کا فیصلہ ہے کہ "قرآن فی اللفظ قرآن فی الحکمہ" لفظ میں ساتھ ہونا حکم میں ساتھ ہونے کو مستلزم نہیں ہے، اس لئے یہ بالکل ضروری نہیں ہے کہ مَالَهُ شَعْرٌ عام ہو، تو مَالَهُ صُوفٌ بھی عام ہو۔

(ب) شاید اسی لئے قسسانی نے ضان کی تعریف میں "مَا كَانَ مِنْ ذَوَاتِ الصُّوفِ" لفظ ماکان کے ساتھ، اور معز کی تعریف میں صرف "من ذوات الصوف" لفظ ماکان کے بغیر کہا، یعنی یہ اسلوب بدلنا اسی لئے ہوا کہ ایک جگہ عام اور ایک جگہ مساوی مراد ہو۔

(ج) معز کی تعریف میں لفظ شَعْر، معز کے مساوی ہے یہ خیال غلط ہے کہ عام ہے۔ ملا علی قاری وغیرہ علماء کے نزدیک بکری کے بال کو ہی شَعْر کہا جاتا ہے، اس لئے بھینس اور گائے کے شمول کا کوئی سوال نہیں۔

"بیشک بال بکری کے ساتھ خاص ہے، جیسا وَبُرِ اُونٹ کے ساتھ خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں "مِنْ اَصْوَاخِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَا" فرمایا، کہ صوف ضان کے لئے، دُبر اُونٹ کے لئے، اور شَعْر بکری کے لئے، البتہ محاورہ میں مجازاً دوسرے بال کے لئے بھی شَعْر کا اطلاق ہو جاتا ہے۔" (ملا علی قاری، مرقات زیر حدیث زید)

(د) گائے، بیل اور بھینس سے اعتراض بیجا رہے کہ وہ یہاں مُقْسَم میں شامل ہی نہیں، کلام تو غنم میں ہے کہ غنم کی دو قسمیں ہیں مالہ صوف و مالہ شَعْر، تو لفظ مساوی مان کر بھی حصر کامل ہو گیا۔

الثامن عشر	کلاب لا مساع	تنبیہ ہینزدہم لفظ ضان	ضان کی تعریف مَالَهُ
ههنا كادعاء العموم، فان العلماء	اور صوف کی تحقیق	صُوفٌ میں لفظ صوف	
صرحوا ان الصوف مختص بالضان،	ضان سے اعلم ہو ہی نہیں سکتا، اور یہ کہنے		
قال العلامة كمال الدين الدميري	کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ تعریف بالاعلم ہے		

فی حیوة الحيوان ليس الصوف الا للضان ^{آه}
 وقال الامام الرازي في مفاتيح الغيب
 تحت الآية المتلوة أنفاً قال المفسرون
 واهل اللغة الاصواف للضان، والاوبار
 للابل، والاشعار للمعز ^{آه} وقال القاضي
 في انوار التنزيل الصوف للضانة،
 والوبر للابل، والشعر للمعز ^{آه} قال العلامة
 المفتي ابو السعود في ارشاد العقل
 الضائر للانعام على وجه التنويع
 اى وجعل لكم من اصواف الضان
 والاوبار الابل، واشعار المعز اثاثاً ^{آه}
 وقال معنى السنة فى المعالم يعنى
 اصواف الضان، واوبار الابل، واشعار
 المعز ^{آه} فلو وجد الصوف لشي من
 الانعام سوى الضان، والكناية
 الانهية انما هى للانعام، ماساغ لهم
 الحكم على كلام الله عز وجل بخصوص
 العناية مع عموم الكناية، وقد
 اسمعناك كلام المراقبة مفرقا

کیونکہ علمائے تصریح کی ہے کہ صرف ضان کے
 بال ہی کو کہتے ہیں،
 • صوف صرف ضان کے بال کو کہتے ہیں۔

(حیوة الحيوان دیمری)

• اہل تفسیر و لغت فرماتے ہیں کہ صوف ضان کا
 بال، وبراونٹ کا بال، اور شعر معز کے بال
 کے لئے خاص ہے (مفاتیح الغیب للرازی)
 • صوف ضانہ کے لئے، اور وبراونٹ کے لئے،
 اور شعر معز کے لئے۔ (قاضی بیضاوی)

• ضمائر انعام کے لئے ہیں، اور اس کے ہر فرع پر
 تقسیم بھی ہے، یعنی تمہارے لئے ضان کے صوف،
 اونٹ کے وبراونٹ اور معز کے بال بنائے۔ (ارشاد العقل
 لمفتی ابوسعود)

• یعنی ضان کے صوف، اونٹ کے وبراونٹ اور معز
 کے بال۔ (تفسیر خازن)

کلام الہی میں ان تینوں ضمیروں کا مرجع جو
 تینوں بالوں کے ساتھ ہیں، لفظ انعام ہے تو
 اگر فی نفسہ انعام میں سے کسی اور جانور کا بال بھی
 صوف کہلاتا، تو مفسرین کو ہرگز یہ جرأت نہ ہوتی

- ۱۔ حیوة الحيوان باب الغن المعجمة تحت الغنم
 ۲۔ مفاتيح الغيب (التفسير الكبير) تحت آية ۸۰/۱۶
 ۳۔ انوار التنزيل (تفسير البيضاوي) " "
 ۴۔ ارشاد العقل السليم (تفسير ابى السعود) " "
 ۵۔ معالم التنزيل على بابش (تفسير الخازن) " "
 مصطفی البابی مصر ۱۲۲/۲
 المطبعة البهية المصرية مصر ۹۲/۲۰
 مصطفی البابی مصر نصف اول ص ۲۷۷
 دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۳/۵
 مصطفی البابی مصر ۱۰۷/۴

کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو عام فرمایا، یہ خاص کریں، صاحبِ مرقات کے متفرق کلام جو ہم نے دو جگہ لکھا، ملاؤ تو ان کا فرمان بھی یہی ہے کہ صرف صرف ضان کے لئے ہے، پس ایسی صورت میں صوف کو اگر دونوں (بھڑ اور دنبہ) کے لئے عام مانا جائے تو مساوی کے ساتھ تعریف ہوتی ورنہ انھیں کے ساتھ، اعم کے ساتھ تعریف کا تو کوئی سوال ہی نہیں۔

تو ثابت ہوا کہ ضان صوف والا ہے، اور ہمارا یہ جانور بھی صوف والا ہے، لہذا اب بابت واضح طور پر ثابت ہو گئی کہ بھڑ بھی ضان ہی ہے۔ تنبیہ نوزدہم تعریف بالائم میں نے پہلے کہا تھا اور تعریف بالانحصار ہو سکتا ہے کہ ضان کی پہلی تعریف لفظ مساوی سے ہو، اور ”الیۃ“ چکنی والی تعریف انھیں کے ساتھ ہو، اب میں قطعیت کے ساتھ اسی بات کو دہراتا ہوں کیونکہ میں بتا چکا ہوں کہ اعم ماننے میں ”غنم“ کا حصر اس کی دونوں میں ختم ہو جائے گا، اور بھڑ قیسری قسم ہو جائے گی۔

تنبیہ ستم آمد و علمائے فاضلہ | یہ لطیف بھی قابلِ ملاحظہ ہے، دنبہ جس کے چکنی ہوتی ہے اگر کسی کے خلعت

فی موضعین، فاجمعہ فانہ یدلک بقحوۃ علی ان الصوف مختص بالضان، وهو المستفاد من تفاسیر اللغة، وبالجملة من عرب لسان العرب لم یعر بہ عنہ ان الصوف لیس الا للضان، فاما ان یعم افرادہ کما هو الواقع فمساو ولا فایض وعلی الکل فلا تکتون ذات الصوف الا من الضان، وقد اعترفت ان حیواننا هذا من ذوات الصوف فوجب ان یکون من الضان، وفيہ المطلوب باتم شان۔

التاسع عشر عثمان کان من قولی فیما سلف، ما یدریک لعل الثلثة الاولی فی التفسیر بالمساوی و هذا بالانحصار، والآن اقول قابضا للغان بعد ما ارجیت مالی ترجیت وقد قضیت، اما تظننت بما فی السابع والحادی عشر القیت، ان لو قصرت الضانیۃ علی شیء انحصار من الصوف بطل حصر الغنم فی نوعین فوجب ان یکون التفسیر بذات الصوف هو التفسیر بالمساوی، والتعریف بذات الالیۃ التعریف بالانحصار، علی ما توہمت من معناها والنظر حقیقۃ لم تبلغ مرماها۔

العشارون هل لك اجالة نظرفی کلمات الائمة الکرام، فانهم یتکلمون

چلتی ہو ہی نہیں، اس کی قربانی جائز ہوگی یا نہیں؟
امام اعظم ہمام اقدم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ایسے
دوبہ کی قربانی جائز ہے۔"

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہی صحیح ہے۔"
امام محمد بن حسن فرماتے ہیں: "ایسے کی قربانی صحیح نہیں
ہے۔"

بکری کا کان اور دم پیدا نشی طور پر غائب ہو تو قربانی
جائز ہے یا نہیں؟

امام محمد رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: "ناجائز ہے۔"

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے: "جائز
ہے۔" (فقہ النفس امام قاضی خاں)

اگر دوبہ کی چکیتی دم ہی کی طرح غلط چھوٹی ہو؟

"امام اعظم جب بے کان اور دم کی جائز فترار
دیتے ہیں تو چھوٹے کان میں کیا رکھا ہے، یہ
بھی جائز ہوگی۔"

امام محمد کے یہاں صرف صغیر الاذن کی جائز ہے،
خلقی کان چکیتی نہ ہو تو جائز نہیں۔ (قاضی حنان

لامام فقیہ النفس)

"اجناس میں ہے کہ اگر دوبہ کی چکیتی کان کی طرح

چھوٹی ہو قربانی جائز ہے، اور اگر مطلقاً ہو ہی نہیں

تو امام کے یہاں ناجائز ہے۔ (اجناس، خلاصہ)

عالمگیری، اخیرین میں میں نے خود دیکھا عبارت

فیما اذا خلقت شاة بلا الیة هل تجوز
التضحية بها، فمذهب امامنا الاعظم
والهمام الاقدم سراج الامة كاشف الغمة
امام الاثمة ابی حنیفة رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وعنہم ان نعم، وهو الاصح عند الاثمة
الشافعية رحمہم اللہ تعالیٰ، وقال محمد
رحمہ اللہ تعالیٰ لا تجوز التضحية بشاة
كذا، وانا اسمعك اولا كلمات العلماء
قال الامام الاجل فقیہ النفس فخرالدين
الاوزجندی فی الخانية، الشاة اذا لم يكن
لها اذن ولا ذنب خلقة تجوز، قال محمد
رحمہ اللہ تعالیٰ لا يكون هذا ولو كان لا يجوز،
وذكر فی الاصل عن ابی حنیفة رضی اللہ
تعالیٰ عنہ انه يجوز ثم قال وان
كان لها الیة صغيرة مثل الذنب
خلقة جاز اما على قول ابی حنیفة رحمہ اللہ
تعالیٰ فظاهر لان عنده لو لم يكن لها
اذن ولا الیة اصلا جاز، فصغيرة الاذنين
اولی، واما على قول محمد رحمہ اللہ تعالیٰ
صغيرة الاذنين جائزة، وان لم تكن
لها الیة ولا اذن خلقة لا تجوز ثم وفي
الاجناس، ثم الخلاصة، ثم الهندية، وعن

له فتاویٰ قاضیان کتاب الاضیحة فصل فی العیوب ذلک شور لکھنؤ

۴۲۸/م ۴۲۹/م

الآخرین ، ثقلت واللفظ للوسطی ، فی الاجناس
ان كانت للشاة الیة صغیرة خلقت شبه
الاذن تجوز ، وان لم تکن لها الیة
خلقت کذلک قال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ
لا تجوز اھ وفي وجیز الامام الکروری التي
لها الیة صغیرة تشبه الذنب تجوز ، وان
لم تکن لها الیة خلقة فکذلک وقال
محمد رحمہ اللہ تعالیٰ لا تجوز اھ وفي خزانه
المفتین لا تجوز السکار وهي التي لا اذن لها
خلقة ، کما لا ذنب لها خلقة اولا الیة لها
خلقة اھ وفي الانوار للامام میوسف الودیعی
الشافعی تجزئ التي خلقت بلا ضرع او الیة
او قرن اھ وفي حیوة الحيوان للکمال الدمیتر
الشافعی تجزئ الشاة التي خلقت بلا ضرع
او بلا الیة علی الاصح اھ فظهر باتفاق
القولین ان الالیة لیست من اسرکانت
حقیقة الضان بحيث ان لو عدت لم تکن
ضائاً ، اما علی قول الامام الاعظم فظاهر
فانه یجیز التضحیة لها وان لم تکن
لها الیة خلقة اصلاً ، واما علی قول محمد

خلاصہ کی ہے)

”وہ ذنب کہ اس کی چکتی چھوٹی دم کے مشابہ ہو
یا ہو ہی نہیں اس کی قربانی جائز ہے ، امام محمد کے
یہاں ناجائز ہے۔“ (وجیز امام کروری)

”سکار جس کے خلقة کان نہ ہو اس کی قربانی
جائز نہیں ، ایسے ہی جس کی دم یا چکتی نہ ہو۔“
(خزانة المفتین)

”جس کے خلقة تھن یا چکتی نہ ہو اس کی قربانی
جائز ہے۔“ (امام ابو یوسف اردبیلی شافعی)
”توسید انشی طور پر بے تھن اور چکتی کا جانور جو صحیح
یہی ہے کہ اس کی قربانی جائز ہے۔“ (حیوة الحيوان
دمیری)

ان دونوں فتوؤں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ
چکتی ضان کی حقیقت کا جز نہیں کہ یہ نہ ہو تو جانور
ضائن کے بجائے کچھ اور ہو جائے ، امام اعظم رحمۃ اللہ
علیہ کے قول پر قویہ امر بالکل واضح ہے ، امام محمد
رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر بھی ، کیونکہ بے چکتی شاة کی بات
کر رہے ہیں اگر کچھ حقیقت کی جز ہو تو انکی عبارت ”لا الیة له“
کے معنی یہ ہو جائیں گے اگر بکری بکری ہی نہ ہو تو
اس کی قربانی ناجائز ہے ، اور ایسی ردی عبارت

۳۲۱/۴	مکتبہ حبیبیہ کوسٹہ	الفصل الخامس	کتاب الاضحية	لہ خلاصۃ الفتاوی
۲۹۴/۵	نورانی کتب خانہ پشاور	الباب الخامس	”	فتاویٰ ہندیہ
۲۹۳/۶	”	الفصل الخامس	کتاب الاضحية	لہ فتاویٰ بزازیہ علی ہاشم الفتاویٰ السنیہ
۲۰۴/۲	قلی نسخہ	کتاب الاضحية	”	سے خزائنہ المفتین

کے الانوار لاعمال الابرار

۵۹۲/۱ مصطفیٰ البابا مصر باب الشین المعجم (الشاة)

تو کوئی عام عربی بھی نہیں بول سکتا، چہ جائیکہ
امام اللغۃ والفقہ امام محرر المذہب امام محمد
رحمۃ اللہ علیہ۔

رحمہ اللہ تعالیٰ، فلانہ یتکلم علی شاة
لا الیة لها، فلو كانت الالیة رکن حقیقتہا
لکان معنی قولہ ان لولم تکن الشاة شاة
لم تجز الاضحیة بہا، وهذا قول
غسل رذل اشبہ شیء بالہزل، لا یجوز
صدورہ عن عاقل، فضلا عن امام
مجتہد کامل، فانظر الآن الی دندنتک
ین مدت عنک فی غایة امر قفار بیل
اجتثت من فوق الارض مالہا من
قرار، والحمد للہ علی توالی الالئہ کقطر
المطروا مواج البحار۔

تنبیہ لبست ویکم حیوان | میری مانو تو میں تم کو نور تو
کے اعضاء کا حکم | کے سامنے کھڑا کر دوں گا
جہاں کوئی حجاب نہ ہوگا، اور ہر قسم کے خطرات
دور ہو جائیں گے،

واقعیہ یہ ہے کہ جانوروں کے اعضاء و جوارح
اوصاف کے مرتبہ میں ہوتے ہیں جس کے مقابلہ
میں دام کا کوئی حصہ نہیں ہوتا، اس پر سارے
فقہاء کا اتفاق ہے۔

”کسی نے ایک باندی خریدی، ابھی بائع
کے ہی پاس تھی کہ بھینگی ہو گئی، دام میں سے
کچھ کم نہ ہوگا، یونہی کسی نے باندی خریدی وہ
مشتری کے قبضہ میں اگر بھینگی ہو گئی اور مشتری
کسی دوسرے کے ہاتھ اس کو منافع پر (مرا بحت)
بیچنا چاہتا ہے، تو اسے بتانے کی ضرورت نہیں

الحادی والعشرون^{۱۱} یا هذا اصنع
واتبع، ان اطعنی ذہبت بک الی حیث
یلمع الحق من دون حجاب، ویزیل عنک کل
تخیر واضطراب، حقیقة الامران الاطراف
فی الحيوان تجری مجری الاوصاف، کما نصوا
علیہ قاطبة، ولذا لا یقابلہا شیء من الثمن
حتی انہ اذا اشتری جاریة فاعورت فی ید
البائع قبل التسليم لا ینقص شیء من الثمن
وکذلک اذا اشتری جاریة فاعورت فی ید
المشتری، ثم اراد ان یبیعہا مرا بحتا کان
لہ ذلک من دون حاجة الی البیان کما
فی الہدایة وشروحہا، کفتح القدیر و
غایة البیان وغیرہما وانت سألت
سردت لک نصوصہا و اوصاف الشی

لا تدخل في سنخ قوامه ، وقد افادوا كما علمت انها كالاعراض المفارقة ، لا انتفاء للحقيقة بانفائها ، فانه ادم الالية رأسا لا يخرج الضأن عن الضائية ، كما لو خلق انسان بلا يد لا يخرج عن الانسانية ، وانما مدار التعريف ههنا ان هذا الوصف لا يوجد الا في هذه الحقيقة ينتقل اليها الذهن منه بهذا الوجه لانها لا توجد الا به ، فمعنى قول القائل الضأن ما هو الية انه النوع الذي يتحقق فيه الالية لانه لا يكون ضانا ما لم تكن له الية ، اتقن هذا فقد جلّيت لك جليلة الحال بغير مربية .

کہ یہ میرے یہاں آکر عینی ہو گئی ہے۔
میں اس موضوع پر کثیر نصوص پیش کر سکتا ہوں کہ اطراف حیوان کا حکم اوصاف کا ہے ، اور اوصاف کسی شے کی حقیقت میں داخل نہیں ہوتے ، جیسا کہ علماء نے بیان فرمایا ہے ، اور آپ بھی جانتے ہوں گے یہ اُن اعراض مفارقة کی طرح ہیں جن کے انتفاء سے حقیقت منتفی نہیں ہوتی ، تو ضان بھی چکتی نہ ہونے کی صورت میں ضان سے نہیں نکل سکتا ، جیسے وہ آدمی آدمی ہی رہتا ہے جس کے پیدا نشی ہاتھ نہ ہو ، اس وصف کے ساتھ تعریف کرنے کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ یہ وصف صرف اس حقیقت میں پایا جاتا ہے تو اس وصف سے ذہن صرف اس حقیقت کی

طرف منتقل ہو جاتا ہے یہ مطلب نہیں ہوتا کہ یہ حقیقت اس وصف کے بغیر پائی ہی نہیں جاتی ۔
تو "ما تكون له الية" کا مطلب یہ ہوا کہ ضان جانور کی وہ قسم ہے کہ اس میں چکتی ہوتی ہے یہ مطلب نہیں کہ بے چکتی کا ضان ہوگا ہی نہیں۔ اسی کو ذہن میں اسخ کر کہ میں نے تیرے لیے روشن حال کو بغیر کسی شک کے واضح کیا

الثاني والعشرون هذا ما سائرناك فيه ، وانت تزعم ان الية هي الضخمة الكبيرة العريضة السمينة المحتوية على لحم كثير وشحم غزير ، المعروفة في لسان الهند بچکتی ، وهو ناعم باطل لا دليل عليه ، وانما الية طرف الشاة لا يشترط فيها كبر ولا صغر ولا طول ولا قصر ، قال في مجمع البحار نقلا عن نهاية ابن الاثير

تنبیہ بستی و دوم چکتی کی بحث | اب تھوڑی دیر چکتی پر بحث ہو جائے ، آپ سوچتے ہوں گے کہ "الیه" (چکتی) جیسی ہوگی جب اس پر خوب گوشت ، چربی ، اور وہ خوب چوڑی ہو جس کو ہندی میں چکتی کہتے ہیں ، تو یہ ایک زعم باطل اور بلا دلیل ہے ، "الیه" بکری کی دُم کو کہتے ہیں ، اس میں چھوٹے اور بڑے ، لائے اور نائے ہونے کی شرط نہیں ، حوالے ملائے ہوں ، "الیات" الیه کی جمع ، بکری کی دُم کو کہتے

ایات جمع الیہ وہی طرف الشاة اُھ وفسرها
فی القاموس بہارکب العجز من شحم ولحم
وقد شرحنا عن العضو لہذا الحيوان الذی
نتحاور فیہ ، فوجدناہ یمتوی علی لحم وشحم
فتم معنی الالیة ، وقد منا کلمات العلماء
الکرام ان الالیة ان کانت صغيرة تشبہ
الذنب جازت الاضحیة ، وهذه الایا الشاة
التي توجد فی بلادنا ، فجزئیتها منصوص
علیہا فی الکتب المذهبیة ، وظہر انہا یمصدق
علیہا مالہا الیة ، وان ابیت الالہج حاج
فا برئ لنا ما عندک فی الحجاج و ابن ما حد
الالیة ورسمہا ، وعلى ای حد یجب ان یکون
حجمہا ، بحیث لو صغرت عنہ لم تکن الیة
وبین الالیة التي تشبہ الذنب خلقة ، وكيف
تکون هذه فی حیاتہا ، وکم تکون فی بسطتہا
وابت کل ذلک بکلام ائمة الشان ، لا بهوی
النفس وهفوات اللسان ، فان لم تفعل و
لن تفعل فاقف الحق حیث ظہر ، فان من
لم یر الشمس وہی بانہتة ، فعلیہ التسلیم
لاهل النظر۔

الثالث والعشرون تقریر ما تحرر
امت الفقہاء فسروا الضان بثلثة تفاسیر

ہیں۔ (مجمع نقلاً عن ابن اثیر)
”ریڑھ کی آخری ہڈی پر جو چربی، یا چربی اور گوشت
دونوں چڑھ جاتی ہے اسی کو الیہ کہتے ہیں (قاموس)
اور بھڑ کا بھی یہی حال ہے کہ اس کی دم پر بھی
گوشت چربی آلود ہوتا ہے تو اس کو الیہ کوٹ کے گا
علماء کے حوالہ سے ہم لکھ آئے ہیں کہ معمولی چمکتی والے
کی قربانی جائز ہے، تو کیا یہی مسئلہ بھڑ کا جو یہ نہ تھا
تو بیشک اس بھڑ پر بھی لہا الیہ کی تعریف صادق ہے،
اور اگر اس پر بھی تسلی نہ ہو تو سوال یہ ہے کہ
چمکتی کی لبان چوڑاں کیا ہوگی کہ اس سے کم کو چمکتی
کے بجائے دُم کہا جائے، اور ذرا اس چمکتی کا بھی
خیال رہے، جس کو فقہانے دُم کی طرح چھوٹا کہا ہے
ظاہر ہے کہ یہ سب باتیں ائمہ اعلام کے کلام سے
ثابت کرنی ہوگی، زبانی مجمع خراج کی سند نہیں۔

تنبیہ بست و سوم | گزشتہ تحریروں سے یہ واضح
تقریریں ہیں علم تصاد ہو چکا ہے کہ علماء نے ضان

ذات الصوف وذات الالیه، وخلاف المعن
من الغنم، وترجموه بمیش، و القینا
علیک ان عند بیان الاحکام لا یجوز
التعریف وکذا الترجمة الا بالمساوی،
لما فی غیره من المساوی، فثبت ان الاربعة
بل الخمسة خامسها بهیڈ، کلها متساویة فیما
بینهما، ومساویة لمحدودها، وان کل ذات
صوف، ذات الیه، وبالعکس وانما مظهر
النظر کما وصفنا الشان النوعی لا الفعلیة القرئیة
کما هو المرسوم فی کثیر من الرسوم، کالتحرک
الارادی، والمشی، والضحک، والكتابة، فی
المیوان، والانسان، کما لا یخفی علی ذوی
الشان فظهر ان الذی بضئین بلادنا الیه جزماً
وان کان شابه الذنب حجماً، وانه المنصوص
علیه صورة، وحکما وان لا خلاف بین
التفاسیر، وان لیس هنا باعم ولا اخص
تفسیر، وان الکل متحد مآلاً، وان لا تثلیث
فی الانواع بماله الیه، ومآلاً، وانما کان
کل ذلك شققة هدرت عن واهمة
بدارت، هکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی
التوفیق۔

بے چکتی کی بنیاد پر ایک تفسیری قسم نہیں پیدا ہوتی، یہ سب دماغی خدشات اور وہی خیالات ہیں۔
الرابع والعشرون به تبیین ان صغرا الالیه
ودقتها یحیث تشبه الذنب کما فی
اضوئنا هذه لیس من النقص فی شیء،

کی تین تفسیری کی ہیں، اون والا، چکتی وا، معز کے
علاوہ۔ اور فارسی والوں نے اس کا ترجمہ میش کیا، اور
ہم یہ ثابت کر آئے کہ احکام مخصوصہ کے بیان کے
وقت ترجمہ ہو یا تعریف، مساوی کے علاوہ نہیں
ہو سکتی، تو پتہ چلا کہ مذکورہ بالا چاروں لفظ بلکہ ہندی
کا بھیڑ مل کر پانچوں لفظ آپس میں مساوی ہیں، ان
کا محدود و مفہوم شے واحد ہے، ترجمہ اون والی ہے
وہی چکتی والی ہے، اور چو چکتی والا ہے وہی اون
والا ہے، کیونکہ ایسے مواقع پر تعریف کا مقصد
وصف نوعی بیان کرنا ہوتا ہے، افراد کے وصف
فعلی کا ذکر نہیں ہوتا کہ یہ تو عام طور پر رسم میں ملحوظ
ہوتا ہے، جیسے انسان اور حیوان کی تعریف میں
تحرک ارادی یا مشی یا ضحک اور کتابت وغیرہ
اوصاف — تو ہماری تقریر سے ثابت ہو گیا کہ
بھیڑ کی دم جہاں سے بلاد میں ہوتی ہے وہ چکتی ہی
ہے، اور فقہ حنفیہ میں اس کی صورت اور حکم
دونوں کا جزئیہ موجود ہے۔

اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ ان بظاہر مختلف تعریفوں
میں کوئی تضاد نہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہاں
تعریف نہ تو اعم کے ساتھ خاص سے نہ اخص کے
ساتھ، بلکہ سب مساوی ہیں، اور یہ کہ غنم میں چکتی اور
بے چکتی کی بنیاد پر ایک تفسیری قسم نہیں پیدا ہوتی، یہ سب دماغی خدشات اور وہی خیالات ہیں۔

تبئہ لبست وچہارم | یہ بھی واضح ہوا کہ بھیڑ کی دم میں
ناقص کامل کی نفی کوئی کمی نہیں کہ کہا جائے
وہ ناقص ہے اور چکتی کامل ہے، لہذا ذنب کے ساتھ

لاحق نہیں ہو سکتی۔

ولذا اجازت التصحیحة معه كما نصوا عليه
فترجم ان هذا ناقص فلا يلحقه بالکامل قول
ناقص ، خالف نصوص الاثمة الکامل .

الخامس والعشرون^{۲۵} لن تنزلنا عن
کل هذا وسلمنا ان لایة لها ، فم تاتی

الخلافة بین الامام الاعظم ، والامام
الثالث رضی الله تعالی عنهما ، وینجب

بحکم الجواز بناء ان الفتوی علی قول
الامام رضی الله تعالی عنه علی الاطلاق ، ای

عالم یتفق ائمة الفتیاء علی الفتوی بقول صاحبه
واحد هما كما نص علیه فی الفتح والبحر والخیرة

ورد المختار وغیرها من معتمدات الاسفار ، و
قد سردنا نصوصها فی کتاب النکاح من

فتاویٰ سنا هذا اذا المیرجح قول الامام فکیف اذا
سرجح قول الامام فکیف اذا سرجح ، وقد زجر

ههنا قوله رضی الله تعالی عنه من نصوا علی انه
لا یعدل عن تصحیحه لانه فقیه النفس اتدیری

من هو هو الامام قاضی خاں كما قاله العلامة
قاسم فی تصحیح القدوری ، ونقله السید الحموی

فی غمر العیون ، وسید الشامی فی حاشیة الدعا
له بحر الرائق کتاب القضاء فصل المفتی

فتاویٰ خیریه کتاب الشهادات
رد المختار کتاب القضاء

رد المختار کتاب المہمہ
سہ غریمون البصار مع الاشباہ والنظائر کتاب الاجازات

تنبیہ لبست و نجم امام اعظم کے اور اگر ہم سب چھوڑ دیا
فتویٰ کی بنیاد پر فیصلہ کر ہی مان لیں کہ

بھڑ بھڑکی کا ہے تب بھی یہ انعام میں داخل ہے
تو قربانی کا جانور ہے ، اور اسی جانور کی قربانی جائز

ہونے نہ ہونے میں امام اعظم اور امام محمد رحمہم اللہ کا
اختلاف ہے ، اور یہ معلوم ہے کہ اگر جب تک کسی

مسئلہ میں امام اعظم کے خلاف کسی اور امام کے قول
پر متفق نہ ہوں ، فتویٰ امام کے قول پر ہے ، یہ مسئلہ

فتح ، بحر ، نہر ، تیزیہ ، شامی وغیرہ معتمد اسفار میں منصوص
ہے ، میں نے ان سب کو اپنے فتاویٰ کی حبلہ

کتاب النکاح میں تفصیل سے نقل کیا ہے ۔
یہ حکم تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کا

ہے جس کی ائمہ ترجیح میں سے کسی نے ترجیح نہ دی ہو
اور اس قول کی تو امام فقیہ النفس قاضی خاں نے

ترجیح فرمائی ہے کہ اپنے اصول کے موافق اسی کو
مقدم کیا ، یہ مسئلہ بھی امام شامی اور امام حمادی نے

منصوص فرمایا ۔
ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

دار المعرفہ بیروت
دار احیاء التراث العربی بیروت

دار احیاء التراث العربی بیروت
ادارۃ القرآن کراچی

۲۶۹/۶

۱۳۳/۶

۳۰۲/۴

۵۱۳/۴

۵۵/۴

پس ایسی صورت میں بھیڑ کی قربانی کے جواز کا
فتویٰ دے بغیر چارہ نہیں۔

فان كنت عارفا بهذه المسالك مدركا لتلك
المدارك فقد عرفت تصحيحه ههناك وان
لما تعرف فاسمع مني فاني لك من عيم بذلك، المثرة
قد قد مر قول الامام وهو رحمه الله تعالى كما صرح
به في صدره فآواه لانه قد مر الا الاظهر الاشهر قال
السيد ان الفاضلان الطحطاوي والشامي في
حواشي الدر ان ما يقدمه قاضيهان يكون
هو المعتمد، واني قد اجمعت لك ههنا القول
ظنا بك ان لك اشتغالا بالعلم فتكون قد وقفت
على هذه المطالب الدائرة السائرة الظاهرة
الزاهرة، فان خفي عليك شيء منها فراجعني، و
لا تيأس من التفهيم فقد قلت لك الخ لك
باظهار كل ذلك من عيم، فثبت بحمد الله تعالى
ان لو فرض عدم الالية، لهذا الحيوان لكان
جواز التضحية به هو المذهب وقول امامنا
الاعظم الاوحد، وهو الماخوذ الصحيح المعتمد
والحمد لله الاحد الصمد علينا ما اسبغ من نعم
لانه.

تذیل | آپ کی سات مستند کتابوں میں سے تین
(ذخیرہ عقبی، درمختار، اشعة اللمعات) میں توضیح
کی تفسیر میں "بماله الية" کا کہیں پتہ نہیں بلکہ
ذخیرہ عقبیٰ اور اشعة اللمعات میں تو آپ کے مدعا
کے خلاف ہے جیسا کہ مذکور ہوا، لیکن صاحب تعلیق مجہد

تذیل الکتب السبعة التي اسندت اليها ليس
في ثلثة منها اعني ذخيرة العقبى والدر
المختار واشعة اللمعات اثر من التفسير الضان
بماله الية، بل في الاول والثالث ما يورد
عليك كما سمعت باذنيك، واما عبارة

اذ قلہ تد اتممت تقلیدہ فلم تعد الی ما عدت
 من المحال، ولم تنسب المسلمین الی الضلال
 والاضلال، وقد کان سألنی بعض تلامذہ هذا
 المعاصر اعنی صاحب التعلیق المجد من بنارس
 فی اول هذه السنة عن فتیة المذكورة فاجبت
 باحرف تكفی وتشفی وبینت ان المجدع
 من هذه یجزئ ویكفی، وما ذکرنا ههنا بتوفیق
 الله تعالى، فهو حافل كافل بدفع كلا الوهمین
 بل الرد الاشد علی من یجزئ التضحیة بها لا یجذعها
 فانه اذ قد جاز التضحیة فقد كانت من
 الانعام ولا انعام الا الانواع الاربعہ واذ
 لیست من اہل و یقر ومعز، وجب ان تكون
 من الضان فوجب اجزاء المجدع منها اذا
 کان بحیث لو خلط بالثنا یا لم یتیمز من
 بعد، ولله الحمد تعالیٰ من قبل ومن بعد،
 وصلى الله تعالىٰ علی سیدنا و مولانا محمد
 وآله اجمعین کان الفراغ عن هذه العجالة
 المسماة هادی الاضیحة بالشاة الهندیة۔

ہے، تو آپ کو بھی ان کی تقلید کرنی تھی تو انہی ہی
 بات میں کرتے نہ کہ آگے بڑھ کر ایک محال بات
 کا دعویٰ کر دیا، اور سب مسلمانوں کو گمراہ اور گمراہ گر
 کا خطاب دیا۔

مجھ سے کھنوی صاحب کے ایک شاگرد نے
 ان کا یہ فتویٰ ذکر کر کے صورتِ حال دریافت کی تھی
 میں نے چند جملوں میں اس کا خلاصہ لکھ دیا تھا،
 اور مسئلہ حق واضح کر دیا تھا، یہ کلام تو اللہ تعالیٰ
 کی توفیق سے حافل اور کافل ہے، ان دونوں
 وبہوں کو دفع کرنے والا، بلکہ اس کا تور و شہید
 ہے جو ان کی مستہ بانی جائز کرتا ہے، اور
 ان کے بچے کی نہیں۔

بلاشبہہ بھڑکا چھ ماہہ بچہ جو دیکھنے
 میں سال بچہ کا معلوم ہو اس کی قربانی جائز
 ہے وصلى الله تعالىٰ علی خیر خلقہ محمد
 وعلی آلہ واصحابہ اجمعین، اس رسالہ
 ہادی الاضیحة بالشاة الهندیة سے ۱۳۱۲ھ
 میں فراغت حاصل ہوئی۔